بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۲	ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ / فروری ۲۰۱۳ء	جلد : ۲۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۵
حمدِ باری تعالیٰ	حضرت پیر غلام نصیر الدین صاحب نصیؔر	۲۰
محنت اَور کسبِ حلال کی اہمیت	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۲۲
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ	۳۳
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ	۳۷
سیرت خلفائے راشدین ؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ	۴۱
مکاتبِ دینیہ کی اہمیت	حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مد ظلہم	۴۶
تنزل و اِنحطاط اَور اِدبار کی نشانی	حضرت مولانا محمد اَبوبکر صاحب غازی پوری ؒ	۵۷
وفیات		۶۲
اَخبار الجامعہ		۶۳

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُ الاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

جنوری کے بیچ کے عشرے کی بات ہے میرے ایک نوجوان عزیز نے بتلایا کہ میں موٹر سائیکل پر جوہر ٹاؤن سے کیولری گراؤنڈ اَپنے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک جگہ پولیس نے موٹر سائیکل پر سوار دو نوجوانوں کو روکا، میں بھی اُن کے پیچھے آرہا تھا لہٰذا مجھے بھی رُکنے کا اِشارہ دیا، میں رُک گیا اُن دو نوجوانوں کی تلاشی لی تو اُن کے پاس سے کچھ نشہ آور اَشیاء برآمد ہوئیں پولیس نے اُن کو اَپنی تحویل میں لے لیا پھر میری بھی تلاشی لی مگر کچھ برآمد نہ ہوا تو مجھے اُن کا ساتھی قرار دے کر ہم سب کو تھانے لے گئے اَور میری ایک نہ سنی وہاں پوچھ گچھ کرتے رہے۔

پھر میرا منہ سونگھا آنکھوں کو جانچا پھر مجھے ایک گولی کھلائی اِس کے ردِعمل کا اِنتظار کرتے رہے۔

ہر اِعتبار سے میں نکھرتا گیا میرے ساتھ ایک مالٹوں کی پچھی تھی جو میری والدہ کے لیے میرے کسی عزیز نے تحفہ دیے تھے، تھانیدار صاحب نے اُن کی طرف گھورتے ہوئے فرمایا کہ

یہ مجھے دے جاؤ !

نوجوان : مجھے دینے کا اِختیار نہیں یہ کسی کی اَمانت ہے۔

تھانیدار : تو اِس کے پیسے دے جاؤ۔

نوجوان : میرے پاس اِس وقت اِتنے پیسے بھی نہیں ہیں۔

تھانیدار صاحب نے غُرّا کے فرمایا کہ پھر تم پر کوئی پرچہ نہ ڈال دُوں .... !

نوجوان : جناب اِس وقت میں آپ کی تحویل میں ہوں، جو من چاہے آپ کر سکتے ہیں۔

اِس کے بعد تھانیدار صاحب مسکرا دیئے پھر گویا ہوئے کہ قریب آؤ

پھر میرے ہاتھ پر بڑے شاہانہ اَنداز سے مہر لگاتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ تھانے کے اَندرونی حصاروں سے باہر جاتے ہوئے تین جگہ یہ مہر دِکھا دینا کوئی نہیں روکے گا۔

اِس طرح میرے دو گھنٹے برباد ہوئے پھر جا کر کہیں گلو خلاصی ہوئی۔

مُلک کے شریف نوجوان بچوں کے ساتھ قوم کے محافظوں کا یہ سلوک، کیا مزید کسی تبصرہ کا محتاج ہے ؟ ؟ ہم کہاں کھڑے ہیں ! اَور کیوں ! آخر کب تک .... ؟ ؟

اَلبتہ اِس بات کی اَعلیٰ سطحی تحقیق تو ضرور ہونی چاہیے کہ یہ تھانیدار آخر کس مدرسہ کا پڑھا ہوا تھا تاکہ اُس مدرسہ کی گئی گزری کارگزاریاں قوم کے سامنے آجائیں ! ! !

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرتِ اَقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 72 سائیڈ A 1987 - 07 - 19)

''مہر'' کی شناخت بحیثیتِ ''پیغمبر'' نہ کہ بحیثیتِ ''بادشاہ''

یہ نہیں فرمایا کہ اپنی حکومتیں میرے سپرد کردو بلکہ فرمایا کہ اِیمان لاؤ اللہ پر

چین کے بادشاہ کو دعوتِ اِسلام ۔ نسب بدلنا گناہ ہے

غلامی ہزاروں سال پرانا عالمی رواج تھا

اِسلام نے غلام اَور باندیوں کو اِنسانی حقوق دِلائے

اِسلام پر اِعتراضات تاریخی خیانت ہیں ! کفار ہی غلام کیوں بنے ؟

اہلِ یورپ کے سر اَور بازو ننگے رکھنے کی وجہ !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی یہودی یا عیسائی اَگر مجھ پر اِیمان لائے بغیر مرجائے گا تو اہلِ نار میں ہوگا کیونکہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا پیغام ہر کسی کو ساری دُنیا میں پہنچا ہے۔

جب صلح حدیبیہ ہوئی یعنی سن ۶ ھ میں اہلِ مکہ سے ایک معاہدہ ہوگیا جس کی رُو سے یہ طے پایا کہ

آپس میں نہیں لڑیں گے، معاملات گفتگو سے طے کریں گے اَور جو دوست قبائل ہیں مسلمانوں کے یا کفارِ مکہ کے اَگر اُن میں جھگڑا ہوگا تو ہم تصفیہ کرائیں گے، یہ نہیں ہے کہ اَپنے دوست قبیلے کی لڑائی میں مدد شروع کردیں، اِس طرح کا معاہدہ ایک طے ہوگیا۔ بہت عرصے سے قریش کے تجارتی سفر بند تھے وہ کھل گئے، جانے آنے لگے وہ۔

اِدھر اِس عرصہ میں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی اِسلام کے لیے (دیگر سلطنتوں کو) دعوت دینے کا کام کیا اَور چاہا کہ والا نامہ تحریر فرمائیں، دُنیا میں جہاں جہاں حکومتیں تھیں وہاں آپ نے والا نامے تحریر فرمائے۔ لوگوں نے بتایا کہ بادشاہ جو ہیں وہ تو اَگر کوئی خط مہر لگا ہوا ہو تو پڑھتے ہیں مہر نہ ہو تو نہیں پڑھتے تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم نے مہر بنوائی، مہر پر جو نقش تھا وہ نقش بادشاہ کے نام کا نہیں تھا بلکہ اُس پر نقش تھا

" محمد رسول اللّٰہ "

یعنی خدا کے پیغامبر کی حیثیت سے اَپنے آپ کو آپ نے ظاہر فرمایا، یہ نہیں فرمایا کہ اَپنی اَپنی حکومتیں میرے حوالے کردو، نہیں کوئی تعلق نہیں حکومت سے اَلبتہ بندے اَور خدا کے دَرمیان تعلق کا صحیح ہونا یہ آقائے نامدار ﷺ نے اَپنی دعوت میں رکھا ہے جگہ جگہ۔

چین کے بادشاہ کو دعوت :

حتی کہ میں نے پڑھا ہے کہ چین میں بھی آپ نے والا نامہ بھیجا ہے، یہ نہیں ہے کہ بڑی معروف سلطنتیں جو تھیں وہیں تک بات رہی ہو "کسریٰ" اِیران (فارس [1]) کا بادشاہ، "قیصر" یورپ اَور ایشیاء کا مشرقِ وسطیٰ کا بڑا بادشاہ تو اِس میں رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں کیا کہ فقط اُن ہی تک بھیجے بلکہ جو اَور بادشاہ تھے وہاں کے جیسے "نجّاشی" کو جو شاہِ حبشہ تھا اَور اِسی طرح مصر کے بادشاہ "قِبط" [2] کو

---

[1] فارس، پارس۔ اِیران کا پرانا نام جسے ۱۱؍ مارچ ۱۹۳۵ء کو بدل کر "اِیران" رکھ دیا گیا۔ (فیروز اللغات)

[2] مصر کے بادشاہ کا لقب "عزیز" اَور قبط کا لقب "فرعون" ہے، مصر کے عیسائیوں کے ایک فرقہ کو بھی "قبط" کہا گیا ہے۔ (منجد) مصر کا پرانا نام بھی "قبط" (COPT) تھا۔ (فیروز اللغات) محمود میاں غفرلہٗ

اِمام اعظمؒ کے اُستاد اِمام شعبیؒ رُوم کے سفر پر :

اَور رُومیوں کے پاس تو وہ والا نامہ محفوظ رہا ہے رُوم میں بہت عرصہ تک ہارون رشید کے زمانے تک ،عبدالملک اِبن مروان یہ ہارون رشید سے پہلے گزرے ہیں یہ بنواُمیہ کی سلطنت کے بانی گویا ایک طرح کے ہیں ، بہت سمجھدار آدمی تھا، جرنیل اِس کا بڑا ظالم تھا حجاج اِبن یوسف جدھر سخت کارروائی کرنی ہوتی تھی اُسے بھیجتا تھا اُس کے دَور میں اِمامِ اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اُستاد ہیں شعبی رحمۃ اللہ علیہ اِن کو عبدالملک اِبن مروان نے پیغام دے کر بھیجا رُوم کیونکہ یہ(رُومی) لوگ سارا علاقہ شام کا جس میں لبنان، فلسطین، اُردن اَور صحرائے سینا سارا حصہ داخل ہے یہاں سے (پسپا ہوکر) چھوڑ چکے تھے اَور اُوپر شمال میں ترکی کا حصہ اَرضِ رُوم جسے کہتے ہیں وہ بھی چھوڑ دیا اَور اُس کے بعد پھر آگے تک یہ پہنچ گئے پھر اَپنی جگہ اِنہوں نے اِٹلی میں بنالی جو رُوم کہلاتا ہے یہ اِن کا پرانا مرکز چلا آرہا ہے تو وہاں بھیجا اُنہوں نے (شعبیؒ کو)، اُس نے بڑی تعظیم و توقیر کی، روکنا چاہا اِنہیں کہ آپ مزید رُکیں مزید ٹھہریں مگر نہیں، سرکاری کام جو ہوتا ہے اُس میں تو پھر ایسے نہیں ہوسکتا کہ آدمی اپنی مرضی سے ٹھہرے وہ تو جواب جو ہو وہ فورًا لانا ہوتا ہے مگر اُس کے اِصرار پر کچھ ٹھہرے۔

رُومیوں کی والا نامہ سے عقیدت کی وجہ :

ایک اُس نے لالچ بھی دِلایا کہ آپ کو ایک چیز دِکھاؤں گا ! وہ چیز جو دِکھائی اُس نے وہ تھا رسول اللہ ﷺ کا والا نامہ جو آپ نے بھیجا تھا ''ہرقل'' کے نام جس کا مضمون چھپتا بھی ہے اَور فوٹو بھی اُس کا چھپتا ہے وہ اُنہوں نے تعظیم کے ساتھ رکھ رکھا تھا اُن کا یہ خیال تھا کہ جب تک ہم اِس گرامی نامے کی تعظیم کرتے رہیں گے ہماری حکومت چلتی رہے گی حکومت کا وجود رہے گا اِس لیے وہ تعظیم اُس کی کرتے تھے۔ اُنہوں نے وہ دِکھایا۔

حضرت شعبیؒ کے خلاف رُومی بادشاہ کی ناکام عیاری :

پھر ایک خط دیا مہر شدہ جسے کوئی نہ پڑھے، یہ بھی نہ پڑھیں علاوہ جواب کے یا جواب کے

ساتھ بہرحال وہ لاک تھا ایک طرح کا، وہ لاکر اِنہوں نے پیش کر دیا عبدالملک کے پاس۔ تو عبدالملک نے وہ پڑھا اَور پڑھ کے پوچھا اِن سے کہ پتہ ہے آپ کو کہ اِس میں کیا لکھا ہے ؟ اِنہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں، اِنہوں نے کہا اِس نے یہ لکھا ہے کہ یہ آدمی جنہیں آپ نے بھیجا ایسے ہیں ایسے ہیں بہت سمجھ دار بہت ہی تعریف کی اَور اِتنے سمجھ دار ہیں کہ ایسے شخص کے موجود ہوتے ہوئے آپ کی قوم نے کسی اَور کو کیوں بادشاہ بنایا کیوں اَپنا اَمیر بنایا یہ اَمیر کیوں نہیں ہوا، یہ کیوں رہ گیا ؟ ایسا مضمون اُس میں تھا تو پوچھا اِن سے کہ آپ سمجھے کہ کیا مطلب ہے اِس کا ؟ اِنہوں نے کہا کہ آپ ہی اِرشاد فرمائیں تو بادشاہ نے کہا کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دِل میں تمہاری طرف سے برائی پیدا ہو کہ یہ آدمی اِس قابل ہے اِتنی صلاحیتوں والا ہے کہ یہ میرا ملک چھین سکتا ہے تو میں تمہیں زندہ ہی نہ رہنے دُوں مطلب اُس کا یہ ہے کہ میں اپنا ایک قیمتی آدمی مار دُوں تمہارے خلاف اُس نے مجھے بھڑکایا ہے۔

تو اِنہوں نے اُس کی تعریف کی عبدالملک اِبن مروان کی کہ یہ سمجھداری بھی آپ کا حصہ ہے خاص حصّہ ہے۔ اَور واقعی یہی تھا اَور واقعی شعبیؒ بھی اِتنے ہی بڑے آدمی تھے، تابعین میں ہیں علامہ ہیں تقویٰ، طہارت، حافظہ، حدیث کی واقفیت بہت زیادہ تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی زیارت کی تھی جب وہ کوفے تشریف لائے تو، یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔

آپ کی اِنصاف پسندی اَور حجاج کے خلاف بغاوت :

بغاوت کی اِنہوں نے حجاج اِبن یوسف کے مقابلہ میں شروع شروع میں عبدالملک اِبن مروان نے اِن کو اَپنے قبیلے کا بڑا امان لیا تھا لیکن اِن کی طبیعت نہیں ملی اِن سے اَور مظالم دیکھے غلط کام دیکھے تو پھر جن لوگوں نے حجاج اِبن یوسف کے خلاف بغاوت کی اُن میں یہ بھی ہو گئے لیکن اِن لوگوں کو شکست ہو گئی، شکست ہو گئی تو یہ لوگ چلے گئے منتشر ہو گئے اَور یہ اِدھر آ گئے بخارا وغیرہ کی طرف، یہاں جہاد ہو رہا تھا اُس میں شامل ہو گئے۔

حجاج کی سی آئی ڈی اَور آپ پر ایک جرنیل کی فریفتگی :

وہاں (بخارا کی طرف) ایک جرنیل تھا اُس کو ایک قصہ پیش آیا مسئلہ پیش آ گیا اَور یہ بہت ہی مشکل بات ہوتی ہے یہ بغیر علم کے حل نہیں ہوتا علم بھی چاہیے ذہن بھی چاہیے دونوں باتیں ضروری چاہئیں، ضرورت پڑی مسئلہ کے لیے، حل کوئی کر نہ سکا، اِنہوں نے اُس کا جواب دے دیا وہ جو اِن کا کمانڈر تھا جنرل تھا بہت خوش ہوا اِن کو بلایا اِن سے باتیں کیں اِس کا پتہ سی آئی ڈی کے ذریعے چل گیا حجاج کو اُس نے کہا اِنہیں فوراً بھیجو میرے پاس۔

اِس جنرل نے اُن سے کہا کہ آپ جیسا آدمی بہت قیمتی ہے، عالم ایک دو دِن میں تو نہیں ہوجاتا ہے ایک عرصہ لگتا ہے پڑھنے میں پڑھنے کے بعد پھر پڑھانے میں وہ بہت لمبی ٹریننگ ہے اَور اِس ذہن کا آدمی کہ جو ذہنی اِعتبار سے بہت ہی کامل ہو تو اَیسوں کی تعداد اَور بھی کم ہوتی ہے تو اُس نے کہا کہ آپ کسی بھی جگہ چلے جائیں میری طرف سے اِجازت ہے رُوپوش ہوجائیں کچھ کرلیں۔

بے جگری اَور اللہ پر بھروسہ :

یہ بھی بڑے بہادر آدمی تھے اِنہوں نے کہا کہ اَگر رُوپوش بھی ہوجاؤں تو میرے جیسا آدمی چھپے گا تو نہیں جہاں بھی جاؤں گا کوئی بات پیش آجائے کوئی جاننے والا مل جائے کچھ ہوجائے پتہ تو چل ہی جائے گا تو کیا فائدہ اُس نے بلایا ہے میں جاتا ہوں، ہونا تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، زندگی ہے تو بچ جاؤں گا نہیں تو وہ مار دے گا خیر چلے آئے یہ، گفتگو کی حجاج اِبن یوسف سے اُس کے بعد پھر اِن کو چھوڑ دیا، یہ بات جو ہے ۷۵ھ کے لگ بھگ کی ہے۔

اُس کے بعد پھر اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ بھی آیا، اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ اِن کے شاگردوں میں ہیں اِنہوں نے اِن سے حدیثیں سیکھی ہیں اَور سن ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ، سن ۶۰ھ سے لے کر ۸۰ھ تک کا عرصہ مختلف قول ہیں اِن کی پیدائش کے بارے میں،

وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے تو شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں وہ اَور یہ اُن کے بڑے اَساتذہ میں سے ہیں اَور تابعی ہیں۔

جب ہر جگہ ہر کسی کو دعوت پہنچ چکی تو اِیمان لانا ضروری ہوا :

تو مطلب یہ تھا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں رہی کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کی دعوت نہ پہنچ گئی ہو جب سب جگہ پہنچ چکی ہے تو پھر اُن (یہودی اَور عیسائی) لوگوں کو اَپنے اِیمان کے بارے میں تو غور کرنا چاہیے کہ ہم اِیمان رکھتے ہیں تو کیسا اَور کس پر اَور کسے کیا کہیں ؟ کیا خدا کے بیٹا بیٹی ہو سکتے ہیں یا خدا ایک ہے، بیوی کا محتاج نہیں ہے بیوی تو آدمی اِحتیاج کی وجہ سے کرتا ہے اَولاد کو دِل چاہتا ہے وہ بھی ایک حاجتمندی ہے وہ سوچتا ہے کہ فنا ہو جانا ہے تو بعد میں میرا سلسلہ قائم رہے۔ اِس طرح کی فنا ہونے والی جو ہیں خواہشات وہ تمام اُن میں پائی جاسکتی ہیں اَور جو باقی ہے حیّ ہے قیوم ہے وہ بے نیاز ہے۔ ایسی ذات ایک ہی بنے گی، باقی سب اُس کے بنائے ہوئے اَور اُس کی مخلوق ہیں اَور جس طرح جسے بنادیا وہ مخلوق ہے، تو قابلِ پرستش جو ہے خالق ہے نہ کہ مخلوق، چاہے مخلوق کا کتنا بھی بڑا دَرجہ ہوجائے اُس کے دَربار میں لیکن پھر بھی قابلِ پرستش تو نہیں ہے، سب سے بڑا درجہ رسول کا ہوتا ہے قابلِ پرستش وہ بھی نہیں رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنے لیے سجدہ کی اِجازت نہیں دی بلکہ مصافحہ میں جو جھکتے ہیں اُسے بھی منع فرمایا کہ یہ بھی نہ کیا کرو مصافحہ کیا کرو بس، جھکا نہ کرو۔

اِسلام نے توحید بہت زبردست طرح ذہنوں میں بٹھادی۔

ورنہ تو جہنم وجہ ؟ :

تو یہ جملہ ہے تو بڑا سخت کہ کوئی یہودی کوئی عیسائی جو دُنیا میں آگیا ہے اَور مرتا ہے اَور اِیمان مجھ پر نہیں رکھتا وہ جہنم میں جائے گا، وجہ اُس کی ؟ وجہ اُس کی یہ ہے کہ سب جگہ آقائے نامدار ﷺ کا پیغام پہنچا ہے پھر اَگر کسی نے نہیں مانا تو اُس پر گرفت ہوگی اَور وہ گرفت سے نہیں بچ سکتا۔

پھر یہ کہ یہودی اَور نصرانیوں کو تو بڑی علامات دی گئیں اَور اِتنی شناختیں بتادیں گئیں تھیں کہ اُن کا اِیمان نہ لانا یہ جرم ہے، اِتنی علامتوں کو جاننے کے باوجود بھی اِیمان نہ لائے یہ بڑی غلط بات ہے۔

حدیث شریف میں ایک روایت آتی ہے اَور اِس روایت کا ذکر میں اِس لیے کر رہا ہوں کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ (یہاں کتاب میں تو نہیں ہے یہ روایت لیکن ویسے ہے) اِس کے راویوں میں آتے ہیں اِسمِ گرامی اِن کا عامر ہے ''شعبی'' تو اَپنے قبیلہ اَور خاندان کی طرف نسبت ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جنہیں ڈبل اَجر ملے گا ثَلَاثَۃٌ لَّھُمْ اَجْرَانِ دو اَجر ملیں گے ڈبل اَجر مِلے گا ڈبل اَجر کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اُس کا ثواب بیس گنا ہوگا ڈبل اَجر تب ہوگا۔ وہ کون ہیں ؟

ایک اہلِ کتاب میں سے وہ آدمی جو اَپنے نبی پر اِیمان رکھتا ہو اَور پھر محمد ﷺ پر اِیمان قبول کرلے رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ ، اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ تو اُس نے دو کام کیے، ایک رسول اللہ ﷺ پر اِیمان لانے سے پہلے صحیح رہا پھر اِیمان قبول کرلیا تو بھی صحیح بات کی اُس نے، یہی گرامی نامے میں تحریر فرمایا تھا ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ نے کہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ اِسلام قبول کرلو سلامت رہو گے یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ تمہیں اَجر اللہ تعالیٰ ڈبل دیں گے مگر وہ بھی اہلِ کتاب میں سے تھا آیت بھی لکھی ﴿ یٰٓاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ ﴾[1] یہ آیت بھی مکتوبِ گرامی میں تحریر ہے وہ رسم الخط اُس زمانے کا ہے مگر اُس کو پڑھا جاسکتا ہے۔

اَور دُوسرا اَلْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ کوئی غلام ہو اَب وہ خدا کا حق بھی اَدا کر رہا ہے اَور اَپنے آقاؤں کا حق بھی اَدا کر رہا ہے جو اُس کے مالک بنے ہوئے ہیں اُن کی خدمت بھی کرتا ہے اَور اللہ تعالیٰ کے اَحکام پر بھی عمل کرتا ہے تو ڈبل کام کر رہا ہے ایک خدا کی اِطاعت اَور ایک آقا کی اِطاعت تو دَرجہ اُس کا کیا ہوا خدا کی نظر میں، خدا کی نظر میں دَرجہ اُس کا یہ ہوا کہ ڈبل اَجر ہوگیا اُس کا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۷

اَور تیسرا وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَةٌ یَطَئُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَھَا وَ عَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ [1] کسی کے پاس باندی تھی تو باندی کو اُس نے تعلیم دی اُس کو اَدب سکھایا، یہ اَدب ایسی چیز ہے کہ اَگر کوئی لینے والی طبیعت ہو تو لے لیتی ہے اَور نہ لینے والی طبیعت ہو تو اَچھے خاصے با اَدب لوگوں کے یہاں بے اَدب قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں، لیتے ہی نہیں، وہ تہذیب ہی نہیں قبول کرتے تو اِس نے اُس کو تعلیم دی اُس کو آداب سکھائے پھر اُس کو آزاد کر دیا پھر شادی کر لی تو اُس کو ڈبل اَجر مِلے گا، ڈبل اَجر ڈبل کاموں پر ہو گیا تعلیم و تادیب اَور آزاد کرنا۔

یہ دو کام اُس نے کیے پھر شادی کرنے کے بعد اُس کا دَرجہ اَور بڑھا دیا، پہلے وہ باندی غلام جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی دُنیا میں بعد میں اُس نے اُس کو اَپنے گھر کا فرد بنالیا اِنسانی حیثیت سے اُس کو اَپنے برابر کا کر لیا اَپنے خاندان کا جز بنالیا تو اِس طرح سے دو کام جس نے کیے اُس کو بھی ڈبل اَجر مِلے گا۔

اِسلام پر اہلِ یورپ کا بے جا اِعتراض :

بڑا اِعتراض کرتے ہیں یورپ والے غلامی پر کہ اِسلام میں یہ غلام بنالینا ایسی چیز ہے وغیرہ وغیرہ، بے محل اِعتراض ہے۔ یہ آج کرتے ہیں، اُس زمانے میں تھا ہی یہ دَستور، اَگر کوئی کسی کو بھی پکڑ لے اَور بیچ دے تو عیب نہیں تھا، اُس میں سارے ہی داخل ہیں۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

میں نے شاید پہلے بتایا کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جنہیں ''صہیبِ رُومی'' کہتے ہیں (یہ اَصل میں عرب تھے) تو یہ اَپنے آپ کو عربی کہتے تھے اَور عربی جانتے بھی تھے اَور جب عربی بولے گا غیر عربی تو (اُس وقت تک) صرف و نحو اَور قواعد تو اِتنے نہیں تھے اِس لیے اُس میں غلطی ہوتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بھائی خدا سے ڈرو یہ نسب اَپنا تم ''عربی'' بتاتے ہو یہ کیا ہے ؟

---

[1] بخاری شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۹۷، مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۱

''نسب'' بدلنا گناہ ہے، اِس میں ترقی کیسے آتی ہے :

نسب کا بدلنا تو بالکل حرام ہے جو آدمی جس نسب کا ہے وہی بتائے اگر آدمی کے کام اچھے ہیں اَور نسب کے اِعتبار سے وہ نیچے دَرجے کا ہے تو کام اچھے ہونے کی وجہ سے اُس نسب کو بھی ترقی مِل جاتی ہے خود بخود اَور وہ اگر اَپنی ترقی کی خاطر اَپنا ''نسب'' بدل کر دُوسری طرف منسوب کرے اَپنے آپ کو تو وہ غلط ہے وہ حرام ہے اَور سخت عذاب ہے اُس کو۔

تو یہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ رُومی کہلاتے تھے اِن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو خدا سے ڈرو ! یہ کیا کہتے ہو ؟ اِنہوں نے کہا کہ میں سچ مچ عربی ہوں ہمارے علاقے میں رُومیوں نے حملہ کیا اَور قید کر کے لے گئے اَور پکڑ کے غلام بنائے تو میرا بچپن وہاں گزرا، وہ زبان مجھے آتی ہے اَور عربی جو اپنی خاندانی زبان ہے اُس میں میں پیچھے رہ گیا تو حقیقتًا تو میں عربی ہوں۔

تو (اِن کے بارے میں) فارسی کے بھی اَشعار ہیں۔

ع صہیب اَز رُوم و بلال اَز حبش

تو صہیبِ رُومی کہلائے۔

غلامی کا عالمی رواج اِسلام کے آنے سے صدیوں پہلے کا ہے :

تو ہمارے یہاں (تاریخ کی کتابوں میں) بالکل آسانی سے اِس بات کی مثال مِل جاتی ہے کہ جو بڑی سلطنتیں تھیں مہذب وہ بھی یہ کام کرتی تھیں کہیں چھاپا مارا اَور قید کر کے لے گئے لے جا کے غلام بنالیا بیچ دیا، اِسی طرح سے عرب بھی کرتے تھے اِنہیں کوئی اَور مِل گیا اُس کو ایسے ہی بیچ دیا، ایک قبیلہ دُوسرے قبیلہ کا دُشمن ہے اُسے جب آدمی مِل جائیں گے وہ پکڑ کر لے جائیں گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی غلام بنالیا گیا، نبی علیہ السلام نے آزاد کیا اَور اَپنا بیٹا بنالیا :

اِسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی پکڑا اَور بیچ دیا اِن کا حصہ جو تھا رہنے کا وہ طائف کی جانب تھا وہاں اِن کے دُشمن قبیلہ نے حملہ کیا اَور پکڑ کر لے گئے اِن لوگوں کو لے جا کر بیچ دیا اَور غلام

بنالیا، بکتے بکتے یہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے [۱] والد اَور بھائی ڈھونڈتے رہے کہاں گئے کہاں گئے، کہاں گئے ! پتہ ہی نہیں چلتا تھا آخر کار پتہ چل گیا چونکہ مکہ مکرمہ میں ہر طرف سے آمدورفت تھی ، یہاں اِن کو دیکھا کسی نے بتادیا کہ وہ وہاں ہیں وہ آئے اَور اُنہیں لے جانا چاہا مگر اِنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنا پسند کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت پسند آئی آپ نے اِعلان فرمایا وہاں جو دَستور تھا کَعْبَۃُ اللّٰہ کے پاس جا کر یا کیسے کہ یہ آزاد بھی ہیں اَور میرا بیٹا ہے یہ آج سے گویا مُتَبَنّٰی بنالیا یعنی بیٹا۔ تو اِس طرح سے (غلام بنانے کا) ہر جگہ پر دَستور تھا تو کوئی اِسلام ہی میں نہیں تھا رواج۔

اِس عالمی رواج کی وجہ ؟ :

ایسے ہی جنگی قیدیوں کو لے جاتے اَب جنگی قیدیوں کو لے جا کے ایک تو یہ کہ کیمپ میں رکھیں کہیں جیل خانے میں رکھیں، اُن کے کھانے کا اِنتظام کریں، حفاظتوں کا اِنتظام، اِس لمبے دَھندے میں کون پڑے، اِقتصادی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو دُنیا بھر کی حکومتوں نے یہ سلسلہ کر رکھا تھا کہ جو جنگی قیدی ہیں اُنہیں بانٹ دو پبلک میں، خصوصًا جو لڑنے والے مجاہدین ہوں اُن میں بانٹ دو اُن کو دے دو، بچے ہوں، بوڑھے ہوں، عورتیں ہوں، مرد ہوں سب کو بانٹ دو، مرد غلام عورتیں باندی، اِس طرح سے کرتے تھے۔ تو اِس سے اِقتصادی مسئلہ کوئی نہیں پیدا ہوگا ایک آدمی کے حصہ میں ایک آدمی آیا وہ آدمی بھی کام کر رہا ہے غلام سے کام لے رہا ہے وہ، مزدُوری کرانی ہو کوئی اَور کام کرانا ہو، رکشہ چلوانا ہو، کوئی اَور دَھندہ اِس طرح کا جو بھی ہو یا تجارت ہو۔

---

[۱] زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبیؓ : مکہ کے قریب بطحاء کے مقام پر نبی علیہ السلام نے اِنہیں دیکھا کہ اِن کی سات سو درہم بولی لگائی جا رہی تھی، آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اِس کا ذکر کیا تو اُنہوں نے اپنے مال سے اِن کو خرید کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا۔ آپ نے اِن کو منہ بولا بیٹا بنایا اَور آزاد بھی کر دیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۵۴۰ رقم الحدیث ۲۴۹۶) محمود میاں غفرلہٗ

بڑے قابل لوگ بھی غلام بن جاتے تھے :

تو بڑے بڑے قابل بھی آجاتے تھے اِس میں، گرفتار ہوئے ہیں اچھے بھی برے بھی، بڑی اَعلیٰ نسلوں کے بھی اَور کم خاندانوں کے بھی، جس طرح کے بھی ہوں۔

ایک عورت تھیں اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر کہا میرا جو غلام ہے وہ نجار ہے بڑا اچھا ترکھان ہے لکڑی کا کام بناسکتا ہے تو ممبر بنوایا تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے، اِسی طرح کسی کے پاس کوئی ہنر اَور کسی کے پاس کوئی، کوئی سینگی لگانا جانتے تھے کیونکہ غلام تو وہ مختلف نسلوں کے پکڑے ہوئے آگئے، بڑے بڑے قیمتی بھی ہوتے تھے اَب اُنہیں آپ نے بنادیا منیجر کارخانے کا یا اَپنے کاروبار کا یا کسی بھی چیز کا لیکن ہے وہ غلام، اہلیت اُس میں ہے منیجر بن جائے گا، یہ ٹھیک ہے۔

یہ اَیاز جو ہیں محمود کے، یہ بھی غلام تھے یہاں لاہور ہی میں رنگ محل میں اِن کی قبر مبارک بھی ہے مگر بڑے اِعتماد کے اَور اِنہیں بڑا عہدہ اُس نے دیا جنرل بنادیا تو اِس طرح سے مختلف ہوتے تھے۔ تو قوموں کو (اِس طریقہ کار کی وجہ سے غلام باندیاں سنبھالنے کے معاملہ میں اِقتصادی اَور اِنتظامی) دُشواری نہیں پیش آتی تھی لیکن یہ دَستور ایک عرصے تک رہا پھر ختم ہوگیا۔

اِسلام میں اَخلاقی قدروں کی اہمیت :

اَب جب کوئی چیز ایسی ہو کہ جو اَخلاقاً برتری کی ہو تو مسلمان کو یہ حکم ہے کہ وہ اُس سے زیادہ اَچھا برتاؤ کر کے دِکھائے جو غیر مسلم کر رہا ہو۔ تو آج اَگر یہ دَستور ہٹ گیا غلام بنانے کا اَور اَب اِن کو جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں اَور کھانا پینا رہنا سہنا سب اُن کا ایک جگہ کرتے ہیں قیدیوں ہی کی طرح سے تو ہم بھی اُسی طرح سے کریں گے اَور غلام نہیں بنا سکیں گے، اَگر وہ اِس دَستور کو توڑ دیں اَور غلام بنانا شروع کردیں تو پھر ہم بھی کرلیں گے ایسے۔

تاریخ سے جہالت کی وجہ سے اِسلام پر اِعتراض :

اَب وہ کہتے ہیں کہ اِسلام میں یہ کیا تھا غلام بنانا ! ارے بھائی اِسلام میں کہاں تھا ساری

دُنیا میں یہی تھا کافروں میں بھی یہی تھا اَور وہ تو غلام کو آزاد کرنا یا اِس طرح سے اَپنا حصہ بنا لینا، خاندان کا جز بنا لینا یہ مسائل جانتے ہی نہیں تھے، یہ تو اِسلام نے بتائے ہیں اَور اِسلام نے عبادت قرار دیا۔

اِسلام نے غلام اَور باندیاں آزاد کرنے کو رواج دیا :

حضرت علی زین العابدین یعنی علی اِبن حسین رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں ہیں وہ اَور آپ کو معلوم ہے وہ بہت بڑے عبادت گزار تھے، صاحبِ معرفت تھے اَولیاءِ کرام میں تھے حضرت علی زین العابدین اُن کو ایک حدیث پہنچی اُس حدیث شریف میں یہ تھا کہ ''کوئی آدمی اَگر غلام آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس غلام کے اَعضاء کے بدلے میں اِس آزاد کرنیوالے کے اَعضاء کو جہنم کی آگ سے آزاد کردیں گے۔'' یہ حدیث اُنہوں نے سنی اُن کے پاس ایک قیمتی غلام تھا اُس کی بہت قیمت بڑھ رہی تھی۔ حضرت عبداللہ اِبن جعفر طیّار رضی اللہ عنہ غالبًا اُس کی قیمت دے رہے تھے بہت زیادہ یہ بخاری شریف میں ہے تو بجائے اِس کے کہ وہ اُس کو بیچتے اُنہوں نے یہ حدیث سن کر اُس بہترین قیمتی غلام کو آزاد کردیا۔[1]

اِسی طرح سے (قرآنِ پاک میں فرمایا) ﴿ كَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ﴾
اَگر دیکھتے ہو تم کہ یہ کما سکتے ہیں اِن میں اہلیت ہے تو اِنہیں آزاد کردو قیمت اِن سے لے لو۔

حضرت عمرؓ نے حکماً غلام آزاد کرایا :

یہ محمد اِبن سیرینؒ جو بڑے تابعی تھے اِمام معروف ہیں محمد اِبن سیرینؒ اِن کے والد جو تھے حضرت خالد اِبن الولید رضی اللہ عنہ نے جب اِدھر حملہ کیا تھا عراق کی طرف تو اُس میں گرفتار ہو کر گئے تھے غلام تھے مگر بڑی دماغی اہلیت تھی اُن میں، کما سکتے تھے حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کے وہ غلام ہو گئے اُن کی مِلکیت ہو گئے تو اَنس رضی اللہ عنہ کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ کی دُعا کی برکت سے بہت زیادہ مال بھی تھا اَولاد بھی تھی اَور مال میں برکت نمایاں تھی، ایک دفعہ پھل ہوتا ہے کسی کے یہاں باغ

---

[1] بخاری شریف کتاب العتق رقم الحدیث ۲۵۱۷

میں تو اِن کے یہاں (سال میں) دو دفعہ پھل پیدا ہوتا تھا یہ برکات تھیں جو نظر آتی تھیں۔

اِنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کما کر اِنہیں اَپنی قیمت دے دُوں، جو قیمت یہ کہیں کما سکتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بُلا کر کہا کہ دیکھو مسلمان بھی ہو گیا ہے یہ کما بھی سکتا ہے اِسے چھوڑ دو اِسے آزاد کر دو کتابت کر دو ''مکاتبت'' کہتے ہیں اِس کو کہ وہ قیمت اَپنی دے دے تو آزاد۔ اِنہوں نے منع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن پر کوڑا اُٹھایا وہ چھوٹا سا کوڑا دِرّہ کہتے ہیں وہ رہتا تھا اِن کے پاس تو حکمًا کہا کہ کرو اِس معاملہ کو طے، پھر اُنہوں نے معاملہ طے کیا اَور آزاد کر دیا اُن کو۔

غلاموں کو آزاد کرنا عبادت کا درجہ :

اِسلام میں تو یہ چیزیں بطورِ عبادت کے بتائی گئیں ہیں کہ کسی نے کوئی غلط قسم کھالی تو کیا ہے کفارہ ؟ تو غلام آزاد کرے (قرآنِ پاک میں ہے) ﴿ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ﴾

اِن چار چیزوں میں سے کوئی سی چیز کر لے تین دِن روزے رکھنے ہیں یا دس آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے یا کپڑے پہنانے ہیں یا غلام آزاد کرنا ہے، حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں لوگوں کی بعضے کچھ بھی نہیں دے سکتے تو تین روزے ہی رکھیں قسم کے کفارہ میں۔ اَور پتہ نہیں کتنی چیزوں کے کفارے میں غلام آزاد کرنے کا حکم آتا ہے اَور فضیلتیں اَلگ آگئیں اِس میں۔

تو یہ ایسا اِعتراض نہیں ہے کہ جس میں مسلمان شرما جائیں یہاں سے جانے والے اِحساسِ کمتری میں مبتلاء ہوتے ہیں تو شرما جاتے ہیں جواب نہیں دیتے ورنہ جوابات تو اُس کے بہت عمدہ ہیں اَور اِسلام نے تو وہ برتری دی ہے غلاموں کو کہ جو دُنیا میں اِس سے پہلے کبھی بھی حاصل نہیں رہی، کسی کو بھی حاصل نہیں رہی کبھی بھی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ نے ہدیۃً دیا :

غلاموں کا ذکر ! غلاموں کا ذکر تو ملتا ہے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو وہ جو جاریہ ملی تھیں بادشاہ کی طرف سے وہ حضرت ہاجرہ تھیں وہ جاریہ ہی تھیں بادشاہ کی باندی تھیں اُس نے خدمت میں پیش کی تھیں اَقْدَمَهَا جَارِيَةً [1] باندیوں کا اَور غلاموں کا دَستور کب سے تھا ؟ وہ تو بہت پہلے سے تھا تاریخ کے دَور سے بھی پہلے سے چل رہا ہے۔

حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ اَور غلام :

اِسلام نے آکر یہ شرف حاصل کیا ہے کہ اُن کو اِنسانی حق دیا مساوات دِلوائی جس کے ماتحت کوئی ہو تو اُن کو فرمایا اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ [2] حضرتِ اَبوذر رضی اللہ عنہ جو لباس خود پہنتے تھے غلام کو وہی پہناتے تھے اَور یہ حدیث سناتے تھے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو تم پہنتے ہو وہ اُسے پہناؤ جو تم کھاتے ہو وہ اُسے کھلاؤ۔

ایک پتہ کی بات ! کفار غلام کیوں بنتے رہے :

اِسلام نے بہت بڑے اِحسانات کیے ہیں اُن پر پردہ ڈالنے کے لیے کہتے ہیں عجیب دَستور ہے اِسلام میں غلام بنانے کا جیسے کہ اِسلام ہی غلام بناتا تھا اَور دُوسرے نہیں بناتے تھے، اُس کی ایک وجہ ہے۔

وجہ یہ ہے کہ کوئی دوسو سال تک عیسائی تو شکست ہی کھاتے رہے ہیں غلام ہی بنتے رہے ہیں تو وہ غلام بنانا تو بھول ہی گئے نا، بہت مدت ایسی گزر گئی کہ اُنہیں فتح یاب ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی جو غلام بنائیں تو اَب اُنہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اِسلام میں یہ دَستور عجیب ہے غلام بنانے کا، اَرے بھائی تم بھی تو بناتے تھے تاریخ میں دیکھ لو ! تم بھی بناتے تھے ! بعد میں موقع نہیں ملا تمہیں،

---

[1] وَاَخْدَمَ هَاجَرَ (بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۳۵۸)

[2] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۰

شکستیں ہی نصیب میں تھیں، نکلتے چلے گئے پیچھے ہٹتے چلے گئے قسطنطنیہ میں جا کر تمہیں پناہ ملی ہے اَور پھر کمزور ہی رہے وہ عیسائی۔

موسم کے اِعتبار سے علاقوں کی تقسیم :

ہر سال لڑائیاں ہوتی تھیں ہارون رشید بھی تھے اَور لڑائیاں موسم کے لحاظ سے رکھی گئیں گرمیوں کے عرصہ میں اِدھر ترکی وغیرہ کی طرف چڑھائی کرتے تھے اَور سردیوں کے عرصہ میں اَور طرف۔

تو چونکہ دُنیا بھر کی قسمت میں غلامی آگئی تھی اِس لیے (جلن میں) اِسلام کا نام لیتے ہیں یہ ظالم۔

تو اِنہیں تاریخ کی طرف بھی توجہ دِلا دی جائے جواب میں کہ تمہیں جو یہ نظر آرہا ہے وہ اِس لیے نظر آرہا ہے کہ تم پر ایک عرصہ دَراز تک سختیاں تھیں اِس قابل ہی نہیں ہوئے کہ سر اُٹھا سکیں۔

اہلِ یورپ کا رہن سہن، سر اَور بازو ننگے ہونے کی وجہ :

یہ تو اَب چند سو سال سے اُٹھے ہیں اَور ترقی کی ہے اہلِ یورپ نے ورنہ تو وہ جانوروں کی طرح رہتے تھے اَور جو اِن کے یہاں تہذیب ہے وہ وہ ہے جو اِسلام نے غلاموں کی بتائی ہے، ''بازو نہیں ڈھک سکتے'' اَب اِن کے یہاں عورتیں ''بازو ننگی رکھتی ہیں''، وہی تہذیب صدیوں سے چلی آرہی ہے اِن کے یہاں، نَسْلاً بَعْدَ نَسْلٍ مزاج بن گیا ہے اِن کا۔

غلاموں (اَور باندیوں) کا ''سر کھلا رہے گا'' (غلام عمامہ اَور باندی دوپٹہ نہیں لے سکتی) یہ اَحکام ہیں غلام اَور باندیوں کے، وہ اِن کے رہے ہیں وہ اِن کے دماغوں میں رَچ گئے ہیں اَور جب یہ ترقی پر آئے تو چونکہ اِن کا تھا ہی وہ لباس لہٰذا سب نے وہی پہننا شروع کر دیا حالانکہ وہ اِس لیے تھا کہ فرق ہو مسلمان اَور غیر مسلم کا اَور غلام کا فرق ہو اَور آزاد کا فرق ہو

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر عمل کرنے کی توفیق دے اَور اِسلام پر اِستقامت دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............

حمدِ باری تعالیٰ

پیر غلام نصیر الدین شاہ صاحبؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے پڑپوتے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، پیر غلام نصیر الدین بن غلام معین الدین عرف لالہ جی بن غلام محی الدین عرف بابو جی بن حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہم اللہ، پیر غلام نصیر الدین ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے، اپنے گھر کے مدرسہ میں درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی، آپ عربی فارسی اُردو اَور پنجابی چاروں زبانوں میں شعر گوئی پر قدرت رکھتے تھے، معتدل مزاج کے مالک تھے۔ ۱۷ صفر ۱۴۳۰ھ/۱۳ فروری ۲۰۰۹ء بروز جمعہ آپ کی وفات ہوئی۔ (اِدارہ)

کس سے مانگیں ، کہاں جائیں ، کس سے کہیں
اَور دُنیا میں حاجت رَوا کون ہے ؟
سب کا داتا ہے تو ، سب کو دیتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے ؟
کون مقبول ہے ، کون مردُود ہے
بے خبر! کیا خبر تجھ کو ، کیا کون ہے ؟
جب تُلیں گے عمل ، سب کے میزان پر
تب کُھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے ؟
کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی
کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسوم کی
رزق پہ کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا
مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے ؟
اَولیاء تیرے محتاج اے ربِ کل
تیرے بندے ہیں سب اَنبیاء و رُسل

اُن کی عزت کا باعث ہے نسبت تری
اُن کی پہچان تیرے سوا کون ہے ؟
میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں
جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اَب میری راہ میں کوئی حائل نہ ہو
نامہ بر کیا بلا ہے ، صبا کون ہے ؟
ہے خبر بھی وہی ، مبتدا بھی وہی
ناخدا بھی وہی ، ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما
اُس اَحد کے سوا دُوسرا کون ہے ؟
اَنبیاء ، اَولیاء ، اہلِ بیتِ نبی
تابعینؒ و صحابہؓ پہ جب آ بنی
گِر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی
تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے ؟
اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے
کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیؔر ! اِس کو تو فضلِ باری سمجھ
ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے ؟

﴿ اَحقر العباد نصیر الدین نصیؔر اَز گولڑہ شریف ﴾

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵۹

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

محنت اَور کسبِ حلال کی اہمیت

یہ مضمون اَگست ۱۹۶۹ء میں ''اِسلام اَور عصر حاضر کے تقاضے'' کے زیرِ عنوان لاہور میں محکمہ اَوقاف کے تحت منعقد ہونے والے چار روزہ سیمینار میں پڑھا گیا۔ (اِدارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اِسلام نے کسبِ حلال اَور اَپنی محنت سے کمانے پر جتنا زور دیا ہے اُتنا کسی مذہب میں زور نہیں دیا گیا، حدیث شریف میں اِرشاد ہے :

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ. (مشکوۃ رقم الحدیث ۲۷۸۱)

''حلال کمائی طلب کرنی مسلمان پر فرض کے بعد دُوسرا فرض ہے۔''

یعنی اَگر پہلا فرض صحیح عقائد و عبادات ہیں تو دُوسرا کسبِ حلال ہے کیونکہ بغیر کمائے نظامِ معاشِ اِنسانی نہیں چل سکتا اَور حلال کمائی ہی تقوی اَور طہارت کی بنیاد ہے۔

☆ صِفَۃُ الصَّفْوَۃ میں اَبو الفرج اِبن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پسندیدہ شخصیت کا واقعہ لکھا ہے کہ

''نافع جو حضرت عبداللہ اِبن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گرمیوں کے دِنوں میں مدینہ منورہ کے اَطراف میں ایک جگہ حضرت اِبن عمرؓ کے ساتھ گیا، ساتھ میں کچھ اَور لوگ بھی تھے دَسترخوان بچھایا گیا، اِتنے میں ایک چرواہا گزرا۔

حضرت عبداللہ نے اُسے کھانے میں شرکت کے لیے بلایا۔

اُس نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ اِتنی سخت گرمی میں اِن گھاٹیوں اَور پہاڑوں میں بکریوں کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہو اَور روزہ سے ہو۔

اُس نے عرض کیا کہ اُبَادِرُ اَیَّامَ الْخَالِیَۃِ میں نیکی میں اِن دِنوں سے سبقت کر رہا ہوں جو گزر ہی جائیں گے (یعنی اِس وقت کو غنیمت سمجھتا ہوں جو گزر رہا ہے اَور اِسے کام میں لانے میں عجلت سے کام لے رہا ہوں کیونکہ یہ پتہ نہیں کہ کتنی مدت اَور باقی ہے اَور وقت ایسی چیز ہے جو گزر ہی جاتا ہے)۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا یہ جواب عجیب لگا، آپؓ نے فرمایا کہ پھر ایسا کرو کہ ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو، ہم اُسے ذبح کر کے کچھ گوشت تمہیں دے دیں گے اُس سے تم اِفطار کر لینا۔

اُس نے کہا کہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں میرے آقا کی ہیں (اَور مجھے فروخت کرنے کا اِختیار نہیں ہے)۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی یہ دیانت وعبادت دیکھی تو اُسے تھوڑا سا آزمانا چاہا، فرمایا کہ اَگر تم اَپنے آقا سے جواب میں یہ کہہ دو گے کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا تھا تو وہ کیا کہے گا۔

اُس نے یہ بات سُنی اَور اَپنی دونوں اُنگلیاں آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا فَاَیْنَ اللّٰہُ ؟ پھر خدا کہاں ہے ؟ اَور چلا گیا۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اِس جواب کا بہت اَثر ہوا اَور بار بار دہراتے رہے قَالَ الرَّاعِیْ فَاَیْنَ اللّٰہُ ؟ (چرواہا کہتا ہے ! پھر اللہ کہاں ہے ؟)۔''

اِس واقعہ میں ایک غلام کی دیانت داری ،محنت اَور کسبِ حلال کا حال معلوم ہو رہا ہے اگر وہ ساری باتیں کر لیتا لیکن کسبِ حلال نہ ہوتا تو سب بیکار تھا۔

حدیث پاک میں اِرشاد ہے :

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاَنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَبِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ ﴿ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾ وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ﴾ ثُمَّ ذَکَرَالرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَ مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ ؟

(مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۲۷۶۰)

''حق تعالیٰ عیوب سے پاک ہیں اَور وہ مالِ حلال ہی قبول فرماتے ہیں اَور حق تعالیٰ نے مومنین کو اُس بات کا حکم فرمایا ہے کہ جس کا رسولوں کو حکم فرمایا تھا (کیونکہ ایک جگہ فرمایا) حلال راہوں سے کھاؤ اَور نیک کام کرو (تو دُوسری جگہ عام مؤمنین کو خطاب کر کے یہی بات فرمائی) اِرشاد فرمایا اے اِیمان والو ! حلال چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں پھر فرمایا کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ سر اَور غبار آلود ہوتا ہے اَپنے ہاتھ آسمان کی طرف دَراز کر کے یَارَبِّ یَارَبِّ کہتا ہے حالانکہ اُس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے اَور اُسے (پہلے ہی سے) حرام پر پالا گیا ہے تو ایسے آدمی کی دُعا کہاں قبول کی جائے گی۔''

اُس غلام کی یہ محنت و دیانت رائیگاں نہیں گئی بلکہ حضرت عبداللہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُس کے آقا کے پاس آدمی بھیجا اَور اُس غلام کو اَور اُن بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اَور اُسے وہ بکریاں بخش دیں۔

حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ ﴿ اِنَّا لَانُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴾ (پارہ ۱۵ ع ۱۶)

''جو اَچھا کام کرتا ہے ہم اُس کا اَجر رائیگاں نہیں جانے دیتے۔''

☆ اِبن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک اِسی قسم کے مقبولِ بارگاہ بندے کا ذکر کرتے ہیں جو مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے کہ محمد اِبن منکدر فرماتے ہیں کہ

''میں ایک مرتبہ رات کو منبر کے سامنے دُعا مانگ رہا تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو اُسطوانہ (ستون) کے پاس سر اُوپر اُٹھا کر دُعا کر رہا تھا :

اے پروردِگار ! قحط، تیرے بندوں کے لیے قحط بہت شدید ہو گیا ہے۔

اے پروردِگار ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ضرور بارش نازل فرمادے۔

اِس کے بعد تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادل آیا اَور بارش شروع ہو گئی۔

اِبن منکدر اَپنے دِل میں سوچنے لگے کہ ایسا شخص مدینہ شریف میں موجود ہے اَور میں اُس سے متعارف نہیں ہوں تو جی چاہا کہ ایسے بزرگ سے ضرور واقفیت حاصل کی جائے، وہ صاحب جب نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے اَپنے سر پر کچھ اَوڑھا اَور چل دیے۔ اِبن منکدر نے اُن کے پیچھے پیچھے جا کر اُن کی رہائشگاہ دیکھ لی اَور پھر دِن میں دُوسرے وقت وہاں ملنے کے لیے پہنچے تو اَندر سے لکڑی تراشنے کی آواز آرہی تھی۔ اِنہوں نے اِجازت چاہی اَندر پہنچے تو دیکھا کہ وہ خود لکڑی کے پیالے تراش رہے ہیں۔

اِبن منکدر نے اُن سے گفتگو کے دَوران دَرخواست کی کہ اَگر آپ کو اِتنا دیا جائے کہ آپ یکسو ہو کر خدا کی عبادت کرتے رہیں تو کیسا ہو ؟

اُنہوں نے اِنکار کر دیا اَور ہدایت کی کہ اِس رات کی بات کی تشہیر نہ کریں نہ میری زندگی بھر کسی کو بتلائیں اَور نہ ہی یہاں ملنے آیا کریں۔ اَگر آپ آتے رہے تو لوگوں میں میری شہرت ہو جائے گی۔''

اِس واقعہ میں یہ سبق ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اَپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے، رزقِ حلال حاصل کرے۔

اَور اِس سے پہلے مذکورہ بالا حدیث شریف میں آپ نے دیکھا کہ مالِ حرام اَکٹھا کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی، اِس کے بالمقابل اِس عابدِ مدینہ منورہ کی دُعا کیسے قبول ہوئی بلکہ وہ کیسے ''مستجاب الدعوات'' تھے۔

عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا، اللہ کے اَنبیاء کبھی بھی خالی نہیں بیٹھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بکریاں چرانا تو قرآنِ حکیم میں ہے اَور سب اَنبیاءِ کرام کا بکریاں چرانا حدیث شریف میں مذکور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔''

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا :

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّأْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ کَانَ یَأْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ.

(بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۰۷۲)

''اَپنے ہاتھ کی محنت سے کمائے ہوئے سے بہتر رزق کسی نے کبھی نہیں کھایا اَور اللہ کے نبی داوٗد علیہ السلام اَپنے ہاتھ کی محنت سے رزق حاصل کر کے کھایا کرتے تھے۔''

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے سچے رسول اَیُّ الْکَسْبِ اَفْضَلُ کون سی کمائی اَفضل ہے ؟

قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ اِرشاد فرمایا کہ اِنسان کی اَپنے ہاتھ کی کمائی اَور ہر وہ خرید و فروخت جو (مذہبًا درست ہو اَور) اللہ کے نزدیک بھلی ہو۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے مکی زندگی میں تجارت کی ہے اَلبتہ مدینہ منورہ میں حالات دُوسرے تھے وہاں جہاد کا سلسلہ زیادہ رہا۔

قرآنِ پاک ایسی ہی پاکیزہ کمائی خرچ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

﴿ یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ ﴾ (پارہ ۳ ع ۵)

''اے اِیمان والو ! اَپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔''

رسالت مآب ﷺ نے ایک مرتبہ یہ جملہ بھی اِرشاد فرمایا :

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ ''ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے۔'' (بخاری شریف ص ۱۹۴)

گویا اِس طرح کمانے پر آمادہ فرمایا اَور کمائی کے طریقے بھی بتلائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر اَپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لاد کر لائے اَور بیچ دے اَور اللہ تعالیٰ (اِس کے ذریعے) اُس کے چہرے کو ذلت سے بچالے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے بہ نسبت اِس کے کہ لوگوں سے سوال کرے اَور لوگ دیں یا منع کریں۔ (بخاری شریف ص ۱۹۶)

حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت اُتری تو ہم بوجھ اُٹھا اُٹھا کر کمایا کرتے تھے (اَور صدقہ دیا کرتے تھے)۔ (بخاری شریف ص ۱۹۰)

حضرت حکیم بن حزام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپ نے عنایت فرمادیا، اِسی طرح تین دفعہ ہوا۔ تیسری دفعہ میرے سوال کے مطابق عطا فرما کر رسول اللہ ﷺ نے کچھ نصیحتاً اِرشاد فرمایا اُس میں یہ جملہ بھی تھا :

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(بخاری شریف ص ۱۹۲)

رسول اللہ ﷺ کی نصیحتوں کے بعد اُنہوں نے اِس پر اِتنی سختی سے عمل کیا کہ کبھی کسی سے کچھ نہیں لیا اَپنی کمائی پر زندگی بسر کی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے ایک دُوسری روایت میں ایک نہایت پیارا جملہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ایک موقع پر اِرشاد فرمایا :

مَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ . (بخاری ص ۱۹۲)

''جو (سوال وغیرہ عیوب سے) پاک رہنا چاہے اللہ اُسے پاک رکھتا ہے اَور جو (لوگوں اَور مخلوق سے) بے نیاز رہنا چاہے اللہ اُسے بے نیاز کر دیتا ہے۔''

غرض ایک مسلمان کو طرح طرح دیانت داری، محنت، جانفشانی اَور رزقِ حلال حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اَور وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

☆ آخر میں ایک واقعہ جو اِبن جوزی رحمہ اللہ نے سنداً نقل کیا ہے پیش کرتا ہوں اَور اِسی پر اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ عبداللہ بن فرج نے ایک سبق آموز واقعہ نقل کیا ہے کہ

''ایک مرتبہ گھر میں مرمت کا کام کرانے کے لیے آدمی کی تلاش میں نکلا لوگوں نے کہا کہ دیکھو وہ شخص ہے اُس سے بات کرلو، میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہے جس کے پاس معماروں کا سامان ہے۔

میں نے اُس سے کہا کہ کام کرو گے ؟

اُس نے کہا میری اُجرت ایک درہم اَور ایک دَانق[۱] ہوتی ہے۔ اَور میری یہ شرط ہے کہ جب اَذان ہوگی میں کام چھوڑ دُوں گا تا کہ کپڑے بدل کر بدن پاک کر کے نماز جماعت سے پڑھ سکوں، ظہر اَور عصر کے وقت میں ایسے کروں گا۔

اُس نے اِس اُجرت پر تین دِن بڑی جفاکشی سے خاموشی کے ساتھ کام کیا۔

اِس کے بعد ایک دفعہ اَور ضرورت ہوئی تو میں اُس کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ وہ ہفتہ میں فلاں دِن ایک دفعہ آتا ہے۔ میں اُسی دِن گیا اَور اُسے لے آیا لیکن اِس دفعہ میں نے جب اُس سے بات کی تو میرا جی چاہا کہ درہم کے ساتھ دانق لگانے کی وجہ معلوم کروں، اِس لیے اُس نے جب کہا کہ

---

[۱] دَانِقْ = 1/6 درہم

میں ایک درہم اَور ایک دانق لوں گا۔

تو میں نے گول مال بات کی اَور کہا کہ ہاں درہم۔

اُس نے کہا کہ ''درہم اَور دانق''

میں نے کہا'' چلو ! ''

شام کو میں نے اُسے ایک درہم دیا۔

کہنے لگا یہ کیا ہے ؟

میں نے کہا کہ درہم ہے۔

اُس نے کہا کہ میں نہیں کہا تھا کہ میں ایک درہم اَور ایک دانق لوں گا، اُف ! تم نے میرا انظام درہم برہم کر دیا۔

میں نے کہا کہ میں نے تو ایک درہم کہا تھا۔

وہ کہنے لگا کہ میں اَب کچھ نہیں لوں گا۔

میں نے اُسے درہم اَور دانق دیا اَور کہا ''لو''۔

اُس نے کہا سبحان اللہ ! میں کہہ چکا ہوں کہ میں نہیں لوں گا اَور تم اِصرار کر رہے ہو وہ اِنکار کر کے چلے گئے !

میں گھر آیا تو بیوی نے مجھے ملامت کی۔

اِس کے بعد ایک دفعہ میں اُن کی تلاش میں پھر گیا مکان دَریافت کیا اَندر آنے کی اِجازت چاہی دیکھا تو اُن کو پیٹ کی کوئی تکلیف تھی۔اَور سوائے کاریگری کے دو اَوزاروں کے گھر میں کچھ نہ تھا۔

میں نے سلام کیا اَور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کام ہے اَور مومن کو خوش کرنے کی فضیلت آپ کو معلوم ہی ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس گھر میں یہ بیماری کے دِن گزار لیں۔

وہ کہنے لگے کیا واقعی تم یہ چاہتے ہو ؟

میں نے کہا جی ہاں۔

اُنہوں نے کہا تین شرطوں کے ساتھ ایسا ہوسکتا ہے۔

میں نے کہا مجھے یہ بھی منظور ہے۔

کہنے لگے کہ جب تک میں کھانے کے لیے خود ہی نہ کہوں آپ مجھ سے کھانے کی فرمائش نہ کریں۔

اَور جب میرا اِنتقال ہوجائے تو مجھے میری اِسی چادر اَور جبہ میں دفن کردیں۔

میں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔

کہنے لگے تیسری شرط اِن سب سے زیادہ سخت ہے اَور ہے بھی مشکل۔

میں نے کہا کہ چاہے مشکل ہو مجھے منظور ہے۔

وہ اُنہوں نے نہیں بتلائی مگر میں اُنہیں ظہر کے وقت اَپنے مکان پر لے آیا۔

رات گزری تو صبح کو اُنہوں نے مجھے آواز دے کر کہا کہ

یہ میرے نزع کا وقت ہے میرے جبہ کی آستین میں ایک تھیلی ہے وہ کھولو۔

میں نے کھولی تو اُس میں ایک اَنگوٹھی تھی اُس پر سرخ نگ جڑا ہوا تھا۔

وہ کہنے لگے میری موت کے بعد جب دفن سے فارغ ہوجاؤ تو یہ اَنگوٹھی ہارون کو جو اَمیر المؤمنین ہیں، دے دینا ! اَور یہ کہہ دینا کہ اِس انگوٹھی والے نے یہ پیغام دیا ہے کہ

آپ اَپنے اِس نشہ غفلت میں موت کے آنے سے بچیں کیونکہ اَگر اِسی حالت میں موت آئی تو ندامت اُٹھانی پڑے گی۔

جب میں اُن کی تدفین سے فارغ ہوا تو میں نے معلومات حاصل کیں کہ ہارون رشید کس دِن عوام سے ملاقات کرتے ہیں میں نے ایک پرچا لکھا اَور اُنہیں دے دیا

مگر بڑی تکلیف سے میں اُن تک پہنچ سکا۔

جب ہارون نے اَپنے محل میں جا کر یہ رُقعہ پڑھا تو مجھے بلا لیا اَور کچھ ڈانٹ ڈپٹ کی۔ میں نے اُس کے غصہ کے تیور دیکھ کر اَنگوٹھی نکالی۔ جب اُس نے اَنگوٹھی دیکھی تو پوچھا کہ تمہارے پاس یہ اَنگوٹھی کہاں سے آئی ؟

میں نے کہا کہ مجھے تو ایک معمار نے دی ہے۔

اُس نے بہت تعجب سے کہا معمار نے ! معمار نے ! پھر مجھے اُس نے اَپنے نزدیک بلا لیا۔

میں نے کہا ''اے اَمیر المؤمنین ! اُس نے مجھے ایک وصیت بھی کی تھی۔''

اُس نے کہا کہو کیا وصیت کی تھی ؟

میں نے کہا کہ اَمیر المؤمنین ! اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جب یہ اَنگوٹھی پہنچا دو تو کہنا کہ اِس اَنگوٹھی والے نے آپ کو سلام کہا ہے اَور یہ کہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو اِس نشہ غفلت میں موت آئے کیونکہ اَگر اِس حالت میں موت آئے تو ندامت اُٹھانی پڑے گی۔

ہارون رشید یہ بات سنتے ہی کھڑا ہو گیا اَور اَپنے آپ کو بچھے ہوئے فرش پر زور سے گرا کر تڑپنے لگا اَور زبان سے کہتا جاتا تھا کہ

'' اے پیارے بیٹے ! تو نے اَپنے باپ کو (صحیح) نصیحت کی ''

میں یہ دیکھ رہا تھا اَور دِل میں سوچ رہا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس کا بیٹا تھا پھر تھوڑی دیر بعد طبیعت سنبھلی تو بیٹھ گیا اَور لوگ پانی لائے اِس کا منہ پونچھا تو مجھ سے پوچھنے لگا کہ تمارا اِس سے کیسے تعارف ہوا ؟

تو میں نے سارا واقعہ سنایا۔

وہ پھر رونے لگا پھر اُس نے خود ہی بتلایا کہ

یہ میرا سب سے پہلا لڑکا تھا میرے والد میری شادی زُبیدہ سے کرنی چاہتے تھے اَور میں نے اُن کی اِطلاع کے بغیر اِس کی والدہ سے شادی کر لی تھی وہ بہت خوبصورت خاتون تھی، اُس سے یہ بچہ پیدا ہوا، میں نے والد کا منشاء دیکھتے ہوئے اِن دونوں کو بصرہ پہنچادیا۔ اُس بیوی کو یہ اَنگوٹھی اَور دیگر اَشیاء دیں اَور کہا کہ اَپنے آپ کو چھپائے رکھنا اَور اگر میں تخت نشین ہو جاؤں تو میرے پاس آجانا۔

اِس لڑکے نے علم حاصل کیا اَور قرآنِ پاک حفظ کیا، بہت اچھی صلاحیتیں تھیں۔

میں نے تختِ خلافت پر بیٹھتے ہی اِنہیں تلاش کیا

تو معلوم ہوا کہ اِن دونوں کا اِنتقال ہو گیا ہے اَور یہ پتہ نہ چل سکا کہ لڑکا حیات ہے

تم یہ بتلاؤ کہ اُسے تم نے کہاں دفن کیا ہے ؟

میں نے کہا مقابرِ عبداللہ بن مالک میں۔

پھر ہارون، عبداللہ بن فرج کے ساتھ اُس کی قبر پر گیا، رات بھر روتا رہا، اَپنے سر اَور داڑھی کو قبر پر پھیرتا تھا اَور بار بار کہتا تھا :

'' بیٹا ! تو نے اَپنے باپ کو نصیحت کر دی ''

میں ہارون کی اِس حالت کو دیکھ کر رونے لگا صبح کے وقت واپس آیا۔

ہارون رشید نے عبداللہ بن فرج کے لیے دس ہزار درہم کا حکم فوراً ہی دے دیا اَور کہا کہ تم اَور تمہارے اہل و عیال وغیرہ جن کی بھی تم پر ذمہ داری ہے سب کو اَپنے گھر والوں کے ساتھ لکھے لیتا ہوں، تم نے میرے بیٹے کی تجہیز و تکفین کی ہے، تمہارا مجھ پر حق ہے بلکہ میں اَپنے بعد آنے والے خلیفہ کو بھی تمہارے متعلق وصیت کر جاؤں گا۔''

بہر حال اِس قصہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل اللہ اَپنی محنت اَور قوتِ بازو کی کمائی پر قناعت پسند کیا کرتے تھے اَور وہ اللہ کے پیارے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رزقِ حلال نصیب فرمائے اَور اپنی رضا و توفیقِ مرضیات سے نوازے، آمین۔

قسط : ۳۲

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

چراغِ محمد ﷺ کی چند شعائیں یعنی ملفوظات شیخ الاسلام

خلاصۂ سیرت :

ملفوظات بظاہر خارج اَزعنوانِ سیرت معلوم ہوتے ہیں لیکن اَگر غور وفکر کو کام میں لایا جائے تو خلاصۂ سیرت ہیں کیونکہ کُلُّ اِنَاءٍ یَنْضَحُ بِمَا فِیْہِ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے اِسی وجہ سے سلیم الطبع اَور سلیم الفطرت حضرات کلامِ شیطان اَور کلامِ اَولیاء اللہ میں تمیز کرتے ہیں اَور بتلا دیتے ہیں کہ یہ کلماتِ خبیث معدنِ خبث وشقی سے نکلے ہیں اَور یہ کلماتِ طیبات کسی اَولیاء اللہ کے سینۂ فیض گنجینہ ومعدنِ صدق واِخلاص سے نکل کر زبانِ حق ترجمان پر جاری ہوئے ہیں۔

میری یہ گزارش شاید بعض حضرات کو سطحی معلوم ہو مگر گستاخی معاف ایک معمولی درجے کا پولیس مین چور کی باتوں سے نہیں اُس کے چہرے سے بھانپ لیتا ہے، اَدبی مذاق رکھنے والے حضرات کلامِ منظوم اَور کلامِ منثور سے شاعر اَور اَدیب کی قابلیت ہی سے نہیں بلکہ اُس کی اُفتادِ طبع سے بھی واقف ہوجاتے ہیں جس طرح سے یہاں اَدبی ذوق کی ضرورت ہے اِسی طرح سے وہاں بھی رُوحانی صلاحیتیں دَرکار ہیں۔

چونکہ حضرت شیخ الاسلام کے ملفوظات کا سلسلہ نہایت وسیع ہے، تمام ملفوظات کو اِس مختصر رسالہ میں شامل کردینا نہایت دُشوار ہے یہاں چند ملفوظات مختلف عنوان کے تحت پیش کرتا ہوں۔

سیاسی ملفوظات :

(۱) حضرت مولانا محمد اِسماعیل صاحب سنبھلیؒ فرماتے ہیں: ۱۹۳۵ء کے حج میں میں بھی ہمراہ تھا، مدینہ منورہ میں حضرتؒ کے بڑے بھائی مولانا سیّد اَحمد صاحب نے حضرتؒ سے فرمایا یہاں مرکز (مدینہ منورہ) کی حالت خراب ہے اَور آپ لوگ ہندوستان میں مزے اُڑا رہے ہیں۔ حضرتؒ نے اِرشاد فرمایا جی ہاں ! ہندوستان میں بھی مرکز (مدینہ منورہ) کی خاطر پڑا ہوں، ہندوستان ہی ایسی جگہ ہے کہ اَگر وہ آزاد ہوگیا تو مرکز بھی ٹھیک ہوجائے گا اَور تمام بلادِ اِسلامیہ آزاد ہوجائیں گے۔

وہ لوگ حضرت رحمہ اللہ کی سیاسی بصیرت ملاحظہ فرمائیں جو یہ کہتے ہیں کہ علماء سیاست سے کیا واقف ؟ حضرت نے بارہ سال قبل ایسی بات بیان فرمائی جس کا راز ۱۹۴۷ء میں ظاہر ہوا کہ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ تمام ممالکِ اِسلامیہ آزاد اَور سربلند ہونے لگے ہیں۔

(۲) طلبہ کے ایک جلسہ میں راقم الحروف کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: جہاد تلوار سے ہی نہیں ہوتا بلکہ جہاد کے متعدد ذرائع ہیں، یہ مذہبی جلسے بھی کفر کے خلاف جہاد ہیں۔

(۳) ایک جلسہ میں اِرشاد فرمایا : آزادی اِنسان کا پیدائشی حق ہے اِس لیے ہر اِنسان کو اِس کے حصول کے لیے کوشش کرنا ضروری ہے، اگر کوئی چیونٹی بن کر محض دُشمن کو کاٹ ہی سکتا ہے تو اُسے ضرور کاٹنا چاہیے۔

(۴) فریضۂ جہاد اَدا کرنے اَور اُس کے عمل میں لانے کے لیے کسی قسم کے ہتھیار اَور خاص طریقۂ جنگ کی قید نہیں ہے بلکہ ہر وہ عمل اَور ہر وہ ہتھیار جو کہ دُشمن کو زَک پہنچا سکے اَور اِقتدار اَور شوکت میں ضرر رساں ہو وہ اِختیار کرنا لازم ہے اَور واجب ہے۔

(۵) گاندھی کیپ کے متعلق اِرشاد فرمایا کہ لوگوں کا گاندھی کیپ کو گاندھی جی کی طرف منسوب کرنا غلط ہے بلکہ اَصلیت اِس کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ کانگریس کمیٹی میں قومی لباس کا سوال اُٹھا تو حکیم اَجمل خاں صاحب نے اَپنے سر سے ٹوپی اُتار کر پیش کی کہ اِس قسم کی ٹوپی قومی لباس میں داخل ہونی چاہیے۔

(۶) ایک مرتبہ طلبہ کے جلسے میں اِرشاد فرمایا کہ یوپی کے باشندوں کا مزاج سیاسی ہے وہ حکومت کرنے کے قابل ہیں۔

(۷) آپ نے ایک تقریر میں اِرشاد فرمایا ''اَنگریز مسلمانوں کا سخت ترین دُشمن ہے'' یہ دُنیا میں مسلمانوں کا وجود دیکھنا پسند نہیں کرتا اِس لیے وہ سمجھتا ہے کہ دُنیا میں اَگر کوئی طاقت ہے تو وہ مسلمانوں کی ہے جو اَنگریز کا مقابلہ کرسکتی ہے۔آپ نے اِرشاد فرمایا کہ ''مسلم لیگ بیوقوف ہے جو اُس نے اَنگریز پر اِعتماد کیا۔''

(۸) آپ نے اِرشاد فرمایا کہ میرے پاس ایسی تحریریں موجود ہیں جن میں اَنگریز نے صاف طور سے بیان کیا ہے کہ ہم ہندوستان کو اَپنے فائدے کی غرض سے تقسیم کرا رہے ہیں۔

(۹) ایک طالب علم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ ہمارا ہندوؤں کے ساتھ ملکر کام کرنا بالکل ایسا ہی ہے کہ جس طرح ایک سڑک کی تعمیر میں مختلف مذاہب کے پیرو شریک ہوتے ہیں۔

(۱۰) ایک تقریر میں فرمایا کہ اُردو کی ترویج و ترقی میں اَنگریزوں نے جو حصہ لیا اُس کا تعلق اُردو نوازی یا اَدب نوازی سے بہت کم تھا، اُردو ہندوستان کی عام زبان تھی اَور عدالتی و اِنتظامی اُمور کو بہتر بنانے کے لیے اُردو دَاں ہندوستانی کلرکوں اَور اَنگریزی حکمرانوں کی سخت ضرورت تھی، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اَنگریزوں نے اَپنے عہدِ اِقتدار میں ہمیشہ اُردو کی مخالفت کی ہے۔خود سرسیّد اَحمد خاں نے ہندی کے مقابلے میں اُردو کی ترویج کا جو پروگرام بنایا تھا اُس کی مخالفت میں ہندوؤں سے زیادہ اَنگریز حاکم پیش پیش تھے اَور لطف یہ ہے کہ سر سیّد اَحمد خاں اَنگریزوں کے خاص طرف دَاروں میں شمار ہوتے تھے۔

(۱۱) ''مکمل آزادی'' اِسلام اَور مسلمانوں کا مطمحِ نظر ہونا چاہیے۔قواعدِ شرعیہ کی بناء پر اَگر مسلمان اِس سے غافل ہوئے تو عند اللہ ماخوذ ہوجانے کے مستحق ہوں گے۔مسلمانوں پر حسبِ طاقت ضروری ہے کہ اِس راہ میں گامزن رہیں، ہماری جب تک جان میں جان ہے اَپنی طاقت کے موافق آزادی کے لیے سعی کریں گے خواہ کوئی ہمارا ساتھ دے یا نہ دے، اللہ ہمارا ولی ہے۔

(۱۲) درسِ حدیث میں اِرشاد فرمایا کہ حضورِ اکرم ﷺ نے جو اِقتصادی پروگرام پیش کیا تھا وہ اُن کی (اہلِ عرب کی) تمام ضرورتوں کے لیے کافی تھا آپ نے اُن کا مسئلہ نہایت مکمل طریقہ سے حل کر دیا تھا چنانچہ ملکِ عرب جو ہمیشہ غربت اَور افلاس کے لیے مشہور تھا، کچھ عرصہ بعد وہاں دولت کی فراوانی اَور خوشحالی کا یہ حال ہو گیا تھا کہ لوگ صدقات دینے کے لیے نکلتے تھے تو کوئی صدقہ لینے کو تیار نہ ہوتا تھا اَور ہر شخص یہی کہتا تھا کہ مجھے اِس کی ضرورت نہیں میں غنی ہوں۔ اِس سے بخوبی اَندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُن لوگوں کی معاشی حالت کس قدر بہتر ہو گئی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ اِسلام کا نظام نہ صرف ملکِ عرب کی ضروریات کے لیے بلکہ وسعت پذیر اِسلامی حکومت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لیے بھی کافی تھا چنانچہ جہاں تک اِسلامی حکومت کا دائرۂ عمل وسیع ہوتا گیا وہاں فارغ البالی اَور خوشحالی بھی ساتھ ہو گئی۔ اِسلام کے وہ اُصول آج بھی زندہ ہیں اَور قائم ہیں۔ (جاری ہے)

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرما دیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

قسط : ۱۸

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

مرد کے دیکھنے کے اِعتبار سے اَحکام کی تفصیل

مرد کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے باندی اَور بیوی کے۔اَور بلاشہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ محارم (جیسے ماں، بیٹی، بہن) کے چہرہ اَور سینہ اَور پنڈلی اَور بازو اَور کلائیاں اَور دونوں ہتھیلی وقدم کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔اَور غیر محارم (مثلاً بھابھی، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بہن وغیرہ) کے چہرہ، دونوں ہتھیلی اَور ایک روایت کے مطابق دونوں قدم بھی دیکھنا جائز ہے۔مطلب یہ ہے کہ یہ اَعضاء ستر میں داخل نہیں اَور یہ مطلب نہیں کہ بلاضرورت کے بے پردہ پھرنا اَور مردوں کو اِس کا نظارہ کرانا درست ہے اَلبتہ ضرورت کے وقت سامنے آنا یا باہر نکلنا درست ہے۔

اِسی طرح بہت بوڑھے سے یہ پردہ نہیں، باقی بلاضرورت اَور فتنہ کے خوف کے وقت چہرہ چھپانا بھی واجب ہے۔

اَور مرد کا دُوسرے مرد کے بدن کو ناف سے زانو تک کے علاوہ دیکھنا درست ہے اَور بقیہ بدن دیکھنا مطلَقًا جائز نہیں لیکن اَگر شرعی ضرورت ہو تو اِجازت ہے لیکن حتی الامکان شہوت کو قلب سے دفع کرے جیسے کسی جگہ زخم ہو تو معالج کو صرف اُتنا بدن دیکھنا درست ہے۔(بیان القرآن)

عورتوں کے دیکھنے کے اِعتبار سے اَحکام کی تفصیل

مردوں کو عورتیں دیکھ سکتی ہیں یا نہیں ؟

عورتوں کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں سوائے شوہر کے۔

اَور بلاشہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ عورت کا دُوسری عورت کے بدن کو ناف سے زانو تک

کے علاوہ دیکھنا درست ہے۔

اَور عورت کا مرد کے بدن کو ناف اَور زانو کے دَرمیان (دیکھنا) تو بالاتفاق حرام ہے۔ اَور اِس کے علاوہ کا دیکھنا مختلف فیہ ہے۔

شافعیہ کے نزدیک حرام ہے اَور حنفیہ کے نزدیک بلاشہوت گو حرام نہیں مگر خلافِ اَولیٰ ہے چنانچہ اَبوداود، ترمذی، نسائی، بیہقی میں حدیث ہے کہ اِبن مکتومؓ نابینا صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں آنا چاہا تو آپ نے اُم سلمہؓ و میمونہؓ سے فرمایا کہ پردہ میں ہوجاؤ۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں ہم کو نہ دیکھیں گے۔ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو، کیا تم اُن کو نہ دیکھوگی ؟

اَور شرعی ضرورت سے اِجازت ہے۔ (بیان القرآن)

کافر عورت سے مثل اَجانب (اَجنبیوں) کے بدن کو ڈھانکنا واجب ہے۔

نابالغ لڑکوں سے پردہ ہے یا نہیں ؟ :

نابالغ لڑکے تین قسم کے ہیں :

(۱) ایک تو بالکل نادان (ناسمجھ) جن کو بالکل کسی چیز کی تمیز نہیں، اُن کے رُوبرو برہنہ (بالکل ننگا) ہونا بھی جائز ہے وہ مثل جمادات (پتھر وغیرہ) کے ہیں۔

(۲) ذرا ہوشیار کہ تمیز تو رکھتا ہے مگر حدِ شہوت کو نہیں پہنچا، اُس کے رُوبرو ناف سے زانو تک کھولنا جائز نہیں، باقی جائز ہے۔

(۳) تیسرے وہ جو بلوغ کے قریب پہنچ گیا ہو اُس کا حکم مثل بالغین کے ہے، اُس سے تمام ستر کا ڈھانکنا فرض ہے۔ (تفسیرِ مظہری، اِمدادُ الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۹۸)

گھر میں کام کاج کرنے والے بوڑھے یا جوان نوکروں سے پردہ :

سوال : بعض گھروں میں جوان یا بوڑھے مرد کام کاج کے لیے نوکر رکھے جاتے ہیں اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو تو گھر کی مستورات کا اِن کے سامنے چہرہ کھولنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؟

اَلجواب : نامحرم کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنا حرام ہے اَور یہاں کوئی ضرورت نہیں خصوصًا جبکہ اِس صورت میں غالب بلکہ یقینی بات ہے کہ عورتیں (سر وغیرہ چھپانے کا بھی اِہتمام نہیں کرتیں اَور اِن نوکروں کے سامنے) کھلے سر پھرتی ہیں اَور بعض دفعہ خلوت اَور تنہائی کی بھی نوبت آجاتی ہے جو کہ حرام ہے اِس لیے یہ صورت بھی جائز نہیں ۔ (ثبات الستور)

مزدُور عورتیں اَور نوکرانیاں جو گھروں میں کام کرتی ہیں اُن سے پردہ ہے یا نہیں :

سوال : جو عورتیں کھانا پکاتی ہیں وہ اَکثر گھر میں بے اِحتیاطی سے رہتی ہیں، سر کھلا رکھتی ہیں اَور بعض اَوقات آٹا گوندنے میں کہنیاں کھلی رہتی ہیں تو اُن کے بارے میں ستر کا کیا حکم ہے ؟ آیا ضرورت کی وجہ سے یہ اُمور اُن کے لیے درست ہو سکتے ہیں یا نہیں اَور مالکِ مکان کو کس طور سے اِحتیاط کرنی چاہیے ؟

اَلجواب : سر کھولنے کی تو کوئی ضرورت نہیں اَلبتہ ذراعین (کلائیوں) میں اِمام اَبو یوسفؒ اِجازت دیتے ہیں کما فی کتاب الکراھیة من الھدایة اَور مواضع غیر مباحہ کو (یعنی جن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے) اگر عورت نہ ڈھانکے تو مرد کو غَضِّ بَصَرْ (نگاہ نیچی رکھنا) واجب ہے اَور نَظَرِ فُجَاءَ ةْ (یعنی اَچانک نظر پڑ جانا) معصیت نہیں ۔ (اِمدادُ الفتاوی ج ۴ ص ۲۰۰)

گھر میں کام کرنے والی نوکرانیوں سے پردہ :

سوال : اگر ہر جوان عورت کے لیے نامحرموں سے چہرہ چھپانا ضروری اَور واجب ہے تو گھر کی خادمائیں (نوکرانیاں) اِس حکم سے مستثنٰی ہیں یا نہیں ؟ اگر مستثنٰی ہیں تو شرعی دلیل کیا ہے اَور اگر نہیں ہیں تو گھر کے (نوکر، مالک وغیرہ) جو اُن کے چہروں کی طرف بلاتکلف دیکھتے اَور اُن سے گفتگو بھی کرتے ہیں، اِس کا شرعی حکم کیا ہے ؟

اَلجواب : تمام بدن کو چھپا کر صرف چہرہ کھول کر نامحرموں کے سامنے (نوکرانی کا) آنا، یہ اَدنیٰ درجہ کا پردہ ہے جو ضرورت اَور مجبوری کے وقت کافی ہے، باقی (گھر کے مردوں کو اِس حالت میں

خادمہ کے چہرہ کی طرف) دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ، اِس لیے اِس کی اِجازت نہ ہوگی ۔

حدیث میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ (یعنی خدا تعالیٰ نے دیکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے جو بلاضرورت نامحرم کو دیکھے) اَور بات چیت اگر ضرورت سے ہے تو ضرورت کی حد تک جائز ہے اَور بلاضرورت نفسانی لذت کے لیے بات چیت کرنا حرام ہے ۔ حدیث میں ہے اَللِّسَانُ یَزْنِیْ کہ زبان بھی زنا کرتی ہے ۔ (ثبات الستور مع تسہیل ص ۷ و ۲۶)

ہندوستانی لونڈیوں کا شرعی حکم :

لونڈی (باندی) سے (شریعت نے) بے پردہ ہونے کی اِجازت دی ہے اِس سے مراد وہ لونڈی نہیں ہے جو ہندوستان میں اَکثر بڑے گھروں میں موجود ہیں کیونکہ یہ تو شرعی قاعدہ سے آزاد ہیں نہ اِن سے جبرًا خدمت لینا جائز ہے نہ اِن سے خلوت اَور صحبت کی اِجازت ، بلکہ بالکل اَجنبی آزاد عورت کے مثل ہیں ، نوکروں کی طرح اِن سے برتاؤ کرنا چاہیے ، خدمت رضامندی سے ہونی چاہیے اَور اُن کو اِختیار ہے جس سے چاہیں نکاح کریں جب چاہیں جہاں چاہیں چلی جائیں اُن پر کوئی زبردستی نہیں ۔ (فروع الایمان ص ۶۸)

کالی کلوٹی بدصورت عورت جس سے فتنہ کا خطرہ نہ ہو ، اُس کے پردہ کا حکم :

سوال : سیاہ فام (یعنی کالی کلوٹی) بدصورت جوان عورت جس سے چہرہ کھولنے میں کسی فتنہ کا خوف نہیں اگر وہ چہرہ نہ چھپائے تو اِس میں کیا مضائقہ ہے ؟

اَلجواب : سیاہ وسفید کے اَحکام میں شریعت نے کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جوان عورت کو ہر حال میں محلِ فتنہ قرار دیا ہے اِس لیے سیاہ فام بدصورت عورت کو بھی بلاضرورت چہرہ کھولنا حرام ہے نیز مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگ سیاہ فام عورتوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں ۔ اَور یہ بھی مسلّم ہے لِکُلِّ سَاقِطَۃٌ لَاقِطَۃٌ یعنی ہر گری پڑی چیز کا کوئی نہ کوئی اُٹھانے والا ضرور ہوتا ہے ۔ (ثبات الستور مع تسہیل ص ۲۶)

(جاری ہے)

قسط : ۱۴

سیرت خلفائے راشدینؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کلماتِ طیبات :

اگر حدیث کی کتابوں سے آپ کی وہ نصیحتیں جو وقتاً فوقتاً آپؓ نے مسلمانوں کو کیں یا رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں [1] اُن کو سنائیں یا خطبے پڑھے یا معارفِ الٰہیہ بیان فرمائے منتخب کیے جائیں گے تو ایک ضخیم جلد تیار ہوجائے مگر اِس جگہ تبرکاً کچھ کلام آپ کا نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) فرمایا کہ میں پاکی بیان کرتا ہوں اُس ذات کی جس نے اَپنی مخلوق کے لیے کوئی راستہ اَپنی معرفت کا نہیں رکھا سوائے اِس کے کہ اُس کی معرفت سے عاجز ہوجاؤں۔

اِمام الصوفیاء حضرت جنیدِ بغدادیؒ اِس کلام کی نسبت فرماتے ہیں کہ :

" اَشْرَفُ کَلِمَۃٍ فِی التَّوْحِیْدِ "

(۲) فرمایا کہ جو شخص اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر اُس کو طلبِ دُنیا کی فرصت نہیں ملتی اَور اِنسانوں سے اُس کو وحشت ہوتی ہے۔

(۳) مرضِ وفات میں لوگ عیادت کو آئے اَور کہنے لگے : اے خلیفہ رسول اللہ! کسی طبیب کو آپؓ کے لیے بلایا جائے تو فرمایا کہ طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر طبیب نے کیا کہا فرمایا اُس نے کہا : اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ بے شک میں جو چاہتا ہوں کر دیتا ہوں۔

(۴) فرمایا کہ جب میں کسی شرابی کو گرفتار کرتا ہوں تو دِل میں یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ اللہ

---

[1] تقریباً ایک سو پچاس اَحادیث نبویہ آپؓ کی روایت کی ہوئی کتبِ اَحادیث میں ہیں۔

اِس کی ستر پوشی کرے، اَور کسی چور کو گرفتار کرتا ہوں تو اُس وقت بھی یہی خواہش دِل میں پیدا ہوتی ہے۔ اللہ اکبر ! کس قدر شفقت خلق اللہ پر تھی۔

(۵) فرمایا کہ اللہ کی قسم ! مجھے کبھی خلافت کی خواہش نہ تھی، نہ میں نے کبھی اللہ سے اِس کو طلب کیا، نہ پوشیدہ نہ آشکارا۔

(۶) ایک روز ایک پرندہ کو آپؓ نے درخت پر دیکھا تو فرمایا: اے پرندے ! تجھے خوشی ہو اللہ کی قسم میرا دِل چاہتا ہے کہ میں بھی تیرے مثل ہوتا تو جس دَرخت پر چاہتا ہے بیٹھ جاتا ہے اَور جو پھل چاہتا ہے کھالیتا ہے اَور تیرے اُوپر نہ کوئی حساب ہے نہ عذاب۔

اے کاش ! میں سڑک کے کنارے کا درخت ہوتا اَور کسی اُونٹ کا میرے اُوپر گزر ہوتا اَور وہ مجھے اَپنے منہ میں رکھ کر چبالیتا پھر میں مینگنی بن کر نکل جاتا، اِنسان نہ ہوتا۔ اللہ رے ! خوفِ خدا۔

(۷) ایک مرتبہ ایک شکار آپؓ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ جب کوئی شکار مارا جاتا ہے یا کوئی درخت کاٹا جاتا ہے تو اُس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اُس نے اللہ کی تسبیح ضائع کردی۔

(۸) بسا اَوقات اُونٹ پر سوار ہوتے اَور مہار گر جاتی تو اُونٹ کو بٹھلا کر اُترتے اَور مہار کو خود اُٹھاتے، لوگ کہتے کہ حضرت آپ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اُٹھادیتے تو فرماتے کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ کسی اِنسان سے کچھ سوال نہ کرو۔

(۹) عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جس میں حسبِ ذیل اِرشادات تھے۔

اے لوگو ! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اَور اللہ کی تعریف ایسی کرو جس کا وہ سزاوار ہے اَور اُمید و خوف دونوں کو ملحوظ رکھو اَور دُعا مانگنے سے ساتھ اِلحاف [1] بھی اِختیار کرو، دیکھو خدانے زکریا علیہ السلام اَور اُن کے گھر والوں کی تعریف میں فرمایا :

---

[1] ''اِلحاف'' کے معنٰی ہیں چمٹ جانا، تم نے دیکھا ہوگا کہ بھکاری فقیر چمٹ جاتے ہیں، بے لیے پیچھا نہیں چھوڑتے، دُھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں کہ اِس قدر لے کر ہٹیں گے۔

﴿ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَ یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَھَبًا وَّکَانُوْا لَنَاخَاشِعِیْنَ ﴾ (سُورۃ الانبیاء آیت ۹۰)

''وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اَور ہم کو اُمید وخوف کے ساتھ پکارتے تھے اَور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔''

اے اللہ کے بندو ! خوب سمجھ لو اللہ نے اَپنے حق میں تمہاری جانوں کو گروی کر دیا ہے اَور اُس پر تم سے عہد لیے ہیں اَور تم سے قلیل فانی (یعنی دُنیا) کو بعوض کثیرِ باقی (یعنی جنتِ نعیم آخرت) کے مول لیا ہے۔ یہ اللہ کی کتاب تم میں موجود ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے جس کی روشنی کبھی گل نہ ہوگی، لٰہذا تم کلام اِلٰہی کی تصدیق کرو اَور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل کرتے رہو اَور تاریکی والے دِن کے لیے اِس سے بینائی حاصل کرو، تم کو اللہ نے اَپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے اَور تم پر کراماً کاتبین (یعنی اعمال کے لکھنے والے فرشتوں) کو مسلط کیا ہے جو کچھ تم کرتے ہو وہ فرشتے جانتے ہیں۔

اے اللہ کے بندو ! تم کو ہر صبح اَور ہر شام (یعنی ہر لحظہ) اِس میعاد سے قریب ہو جاتے ہو جس کا علم تم سے غائب ہے۔ پس اَگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری عمریں اِس حال میں ختم ہوں کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو مگر اللہ کی مدد کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے (لٰہذا اَللہ سے مدد مانگو)۔

اے لوگو ! اَپنی عمر کی مہلتوں میں نیکیوں کی طرف سبقت کرو قبل اِس کے کہ تمہاری عمریں ختم ہو جائیں اَور تم کو اَپنی بداَعمالیوں سے سابقہ پڑے، کچھ لوگوں نے اَپنی زندگیاں غیروں کے لیے صرف کردیں اَور اَپنی جانوں کو فراموش کر دیا، میں تم کو منع کرتا ہوں کہ تم ایسے نہ بنو۔

(۱۰) حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کبھی خطبہ میں اِنسان کی پیدائش کا حال بیان فرماتے تو کہتے کہ اِنسان دومرتبہ مقامِ نجاست سے نکلا ہے (یعنی ایک مرتبہ صلبِ پدر اَور ایک مرتبہ شکمِ مادر سے)۔ اُس وقت کیفیت یہ ہوتی تھی کہ ہر شخص اَپنے آپ کو نجس سمجھنے لگتا تھا۔

(۱۱) فرمایا کرتے تھے اے لوگو ! خدا کے خوف سے رو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

(۱۲) ایک روز اَپنے خطبہ میں فرمایا کہ وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے خوبصورت تھے جن کو اَپنی جوانی پر ناز تھا، وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے شہر آباد کیے تھے، وہ بہادر کہاں گئے جو میدانِ جنگ میں ہمیشہ غالب رہتے تھے ؟ زمانے نے اُن کو ہلاک کردیا اَور وہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

(۱۳) جہادِ مُلکِ شام کی ترغیب میں جو خطبہ پڑھا تھا اُس کا ایک جملہ یہ تھا: اے لوگو ! خوش ہو جاؤ مجھے یقین ہے کہ اللہ اِس کام کو پورا کرے گا یہاں تک کہ روغنِ زیتون کی تمہارے یہاں اَفراط ہو جائے گی۔

(۱۴) فرمایا کرتے تھے کہ خبردار ! کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔

(۱۵) فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے بزرگی کو تقویٰ میں پایا، تونگری کو یقین میں اَور عزت کو تواضع میں۔

ایک روز خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اَور فرمایا کہ "پارسال گرمیوں میں، میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا تھا، یہ کہہ کر رونے لگے پھر فرمایا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ سے گناہوں کی بخشش اَور دُنیا و آخرت کی عافیت طلب کیا کرو۔"

(۱۷) فرمایا کرتے تھے کہ سچ بولنا اَور نیکی کرنا جنت میں ہے اَور جھوٹ بولنا اَور بدکاری کرنا دوزخ میں ہے۔

(۱۸) فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ کے بندو ! آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، ایک دُوسرے پر حسد نہ کرو اَور بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔

(۱۹) فرمایا کرتے تھے کہ رسولِ خدا ﷺ نے حکم دیا ہے کہ اَپنی لونڈی اَور غلاموں کو اَولاد کی طرح رکھو، اُن کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔

(۲۰) اَکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ "یا اللہ! مجھے حق دکھا اَور حق کی پیروی کی توفیق دے اَور مجھے باطل کی پہچان دے اَور اُس سے بچنے کی توفیق دے اَور حق و باطل کو میرے اُوپر مشتبہ نہ کرنا ورنہ

میں ہوائے نفسانی کا تابع ہو جاؤں گا۔

(۲۱) اَخیر وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی دَرد اَنگیز اَور حسرت آمیز شعر پڑھا تو فرمایا یہ نہ کہو بلکہ یہ آیت پڑھو ﴿ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴾ یعنی آگئی غفلت موت کی حق کے ساتھ، یہی وہ چیز ہے جس سے اے اِنسان تو بھاگتا ہے۔ (جاری ہے)

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظرِ ثانی و عنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹ رکلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

مکاتبِ دینیہ کی اہمیت

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت اَلحاج مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہم العالی کا ایک مکتوبِ گرامی ذیل میں درج کیا جا رہا ہے جس کو حضرت مولانا نے ایک ناظم مدرسہ کے جوابی خط میں تحریر فرمایا تھا چونکہ یہ مکتوب بڑی اِفادیت واہمیت کا حامل ہے اِس لیے اِس کو شائع کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں مسلم بچوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں اَور آئندہ نسلوں کو دین پر باقی رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ مکاتبِ دینیہ کا اِنتظام اَور اِسلام دُشمن تحریکوں کا سدِباب کریں۔ (اِدارہ)

(۱)

جناب ناظم صاحب مدظلہ العالی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جو تفصیل آپ نے لکھی ہے اُس سے مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کے مدرسہ کو ترقیات سے مالا مال فرمائیں، شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں آپ نے جو مکاتب قائم کیے اُن میں ترقی و کثرت عطا فرمائیں۔ عرصہ سے اِس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ بڑے مدرسہ والے مختلف علاقوں میں، دیہاتوں میں اَور شہروں میں جگہ جگہ مکاتب قائم کر کے بچوں کو اَپنائیں تاکہ بچے واہی تباہی پھرنے سے اَور اسکولوں کی وباء سے اَور خاص طور سے مشن کے اسکولوں سے محفوظ رہیں۔

کم عمری میں بچوں کو اَپنا کر گھر کے قرب وجوار میں اُن کا قاعدہ وسپارہ شروع کرا کر اُن کو اَپنایا جائے اَور پھر ذرا بڑے ہونے پر اِس سے آگے اِس سے بڑے مدرسہ میں منتقل کیا جائے، اِس سے بچہ بددینوں اَور مشن کے اسکولوں سے بھی محفوظ رہے گا

اَور خود غلط کھیلوں اَور غلط ماحول سے بھی محفوظ رہے گا۔ مجھے سفروں میں اَور خود سہارنپور میں بعض بچوں سے معلوم ہوا کہ وہ غیروں کے اسکولوں میں جاتے ہیں اُن کے مسلمان ہونے کے باوجود ''وَندے ماترم'' کرایا جاتا ہے اَور بعض مشن کے اسکولوں میں اُن کو مذہبی طور سے خراب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے مکاتب قائم کرنے کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اَور اِس میں ترقی عطا فرمائے۔

آپ حضرات اِس سلسلہ کو اَور وسیع فرمائیں اَور اپنے مداتِ چندہ میں مکاتب کے قائم کرنے کی مد قائم کر کے اِس نسبت پر چندہ لیں۔ ہمارے اَکابر کے زمانہ میں ایک چندہ کی صورت یہ ہوتی تھی کہ گھروں میں مٹکیاں مدرسہ کی طرف سے رکھی جاتی تھیں اَور عورتوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ جب وہ آٹا پکائیں ایک چٹکی یا ایک مٹھی اِس مٹکی میں ڈال دیں اَور ہفتہ عشرہ میں مدرسہ والے اپنا قاصد بھیج کر اَکٹھا کرالیں یہ اُس زمانہ میں ''چٹکی فنڈ'' کہلاتا تھا اَور اچھی خاصی یافت اُس سے ہوجاتی۔ اِس نظام سے مدرسہ کو سہارا ملے گا، جب اِس کو شروع کریں گے تو اِن کا نفع آپ لوگوں کے سامنے آئے گا۔

زیادہ اچھا یہ ہے کہ ممبرانِ مدرسہ اَور ذمہ دَارانِ مدرسہ اِس کا سلسلہ شروع کریں پھر اِنشاء اللہ عوام بھی اِس کی طرف توجہ کریں گے اَور اِنشاء اللہ اِس سے آپ لوگوں کو بہت یافت ہوگی۔ خاص طور سے اُن علاقوں میں جہاں آپ نے مکاتب قائم ہیں، وہاں یہ سلسلہ شروع کریں، اِس پر زور نہ دیں (یعنی چٹکی حاصل کرنے میں) بلکہ زور اُن کے بچے حاصل کرنے پر دیں، یہ بھی سلسلہ ہو کہ جتنا وہ خوشی سے دے دیں اُس کو حاصل کرلیا جائے اَور اَصل زور اُن کے بچے حاصل کرنے پر ہو تاکہ اُن کو دین کی رغبت پیدا ہو اَور قرآن پڑھنے کا شوق ہو، بچوں کو مکتب میں لانے کی محنت کریں اَور بڑوں پر جماعت میں جانے کی کوشش کریں تاکہ اُن کو

دین کی رغبت پیدا ہو اَور بچوں کو پڑھنے کے لیے فارغ کرنا آسان ہو جائے۔

مشن کے اسکولوں میں بچوں کے مذہبی عقائد کو کس طرح خراب کیا جاتا ہے اُس کو واضح کرنے کے لیے ایک واقعہ نقل کراتا ہوں :

''مجھے بعض حضرات سے یہ خبر ملی کہ مشن کے ایک اسکول میں مسلمان بچوں کو ایک بڑے حال میں جمع کر کے اُن سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے اللہ سے کھانے کی چیزیں مثلاً ٹافی بسکٹ وغیرہ مانگو دیکھیں تمہارا خدا تمہیں یہ چیزیں دیتا بھی ہے یا نہیں ؟ چنانچہ اُن کم سن بچوں نے اللہ تعالیٰ سے اِن چیزوں کا سوال شروع کر دیا نتیجۃً لا حاصل۔ پھر اُنہوں نے کم سن بچوں سے کہا کہ اچھا اَب اپنے نبی آنحضور ﷺ سے سوال کرو، اِسی طرح سے اُنہوں نے دیگر اَولیاء کرام کا نام لے کر اُن سے سوال کرنے کو کہا لیکن اُن کو کچھ نہ ملا۔ اَخیر میں اُنہوں نے کہا کہ اچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے اِن چیزوں کے متعلق سوال کرو، بچوں کے ہاتھ اُٹھوا کر دُعا میں مشغول کر کے اُن میں سے ایک نے ایک سوئچ دبا دیا اَور چھت سے ٹافی بسکٹ چاکلیٹ اَور اِس طرح کی دیگر اَشیاء جو بچوں کو زیادہ مرغوب ہوتی ہیں، گرنے لگیں۔''

اَب ہمیں سوچنا ہے کہ اِس طرح سے کیا ہمارے بچے مذہبِ اِسلام پر قائم رہ سکتے ہیں۔ سوچیے اَور غور کیجیے اگر اَب بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوئے تو کب ہوش آئے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی باطل عقائد سے حفاظت فرمائے اَور ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

(۲)

محترمی جناب بشیر اَحمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا جوابی گرامی نامہ نہ معلوم کہاں گشت کرتا رہا پورے ایک چلہ میں جواب کی جگہ پر پہنچا آپ یقینًا ایک عرصہ تک اِنتظار کر کے نا اُمید ہوگئے ہوں گے۔

آپ کے مدرسہ کا مفصل حال معلوم ہوا بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کے مدرسہ کو ترقیات سے مالا مال فرمائیں ،شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں،مرضیات پر چلنا آسان فرمائیں، نامرضیات سے حفاظت فرمائیں۔

آپ کے خط کے بعض اَجزاء میں تو آپ کا مؤید ہوں اَور میرا اِس سلسلہ میں کئی سال ہوئے ایک خط مکاتب کی ضرورت کے اِعتبار سے بہت سے رسالوں میں طبع ہوا، زیادہ تعجب اِس پر ہے کہ میری بے ربط تحریر کو دارُالعلوم دیوبند کے رسالہ میں جگہ عطا کی گئی اَور پھر مظاہرِ علوم کے رسالہ میں بھی شائع ہوا،تعمیر حیات میں بھی طبع ہوا، ریاض الجنہ گرینی میں بھی اِس کی اِشاعت ہوئی نیز پڑوسی ملک کے کئی رسالوں میں اِس کو جگہ دی گئی ،اِس وقت تو یہ رسالہ سلوک و اِحسان بہادر آباد کراچی جو حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے ایک خلیفہ نے مدرسہ قائم کیا ہے اَور اُنہوں نے اپنے مدرسہ سے سلوک و احسان رسالہ سلوک کی اہمیت کی خاطر مدرسہ سے شائع کرنا شروع کیا اَور اِس میں بہت سے اَکابر کے مفید مضامین آتے رہتے ہیں، کیا اچھا ہو آپ اِس رسالہ کو اَپنے مدرسہ کے لیے جاری کرا کر اَور اِس کے مفید مضامین کو معمولاً طلباء کو سنانے کا اہتمام کریں، اِنشاء اللہ طلباء کے لیے اِس کے مضامین مفید اَور نافع ہوں گے۔

رسالہ مظاہر علوم میں بھی بزرگوں سے متعلق اچھے مضامین آتے رہتے ہیں، اِس کا بھی اِجراء اِنشاء اللہ مفید ہوگا، آپ کے جامعہ کے مکاتب کی لائن سے مساعی جمیلہ سے تو مسرت ہوئی لیکن اِس سے قلق ہوا کہ دینی مساعی جمیلہ کے ساتھ کچھ لغویات بھی آپ نے معمول بنائی ہیں۔

ہمارے لاکھوں مسلم بچے اسکولوں میں جا کر اِرتداد کے رُخ پر جا رہے ہیں اِس کی تو ہمیں فکر نہیں اَور ہمارے پاس جو قرآن پڑھنے اَور حدیث مبارک پڑھنے آئیں اُن کو ہم اَپنے عمل سے یہ بتلائیں کہ تمہارا خیال قَالَ اللّٰہُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ پڑھنے کا غلط ہے، جہاں مسلمانوں کے لاکھوں بچے تباہ و برباد ہورہے ہیں تم بھی اُس راستہ پر جاؤ۔

ہمارے اَکابر کے اَکابر نے تحریکِ جہاد ناکام ہونے پر سر جوڑ کر غیر منقسم ہندوستان میں یہ فیصلہ کیا کہ اَب ہندوستان میں اگر اِسلام اَور قَالَ اللّٰہُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ باقی رہ سکتا ہے تو اِس کا واحد ذریعہ ''مکاتب کا قیام'' ہے۔ آج ملک پھر اِس موڑ پر کھڑا ہے ہم لوگ تعمیرات پر زور لگانے کے بجائے اَپنے مدرسوں پر زیب و زینت میں پیسہ خرچ کرنے کے بجائے آج ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ مکاتب قائم کریں، اَپنے مسلم بچوں کو کاروبار میں جھونکنے کے بجائے سکولوں میں بھرتی کرنے کے بجائے خاص مکتب کا بچہ تیار کریں، بچپن میں مکتب میں آنے کے بعد اَور نمازی بننے کے بعد جس ماحول میں بھی بچہ جائے گا بچپن میں نمازی ہونے کی وجہ سے اِنشاء اللہ ہمیشہ نمازی رہے گا۔ اِس کی فکر ہم سب مدرسہ والوں کو کرنی چاہیے۔

اَور اِس کے ساتھ بڑوں پر اِس کی محنت کی جائے کہ بڑوں کا تعلق چلتے پھرتے

مدرسہ و دعوت و تبلیغ سے ہو اَور گھروں میں قدیم جانی پہچانی کتاب قدیم نام ''تبلیغی نصاب'' اَور اُس کا جدید نام ''فضائلِ اَعمال'' گھروں میں پڑھی جارہی ہو اَور نبی کریم ﷺ سے ہر اُمتی کا تعلق ہو، اِس تعلق کو مزید پختہ کرنے کے لیے اَور اِس تعلق میں مزید جِلا پیدا کرنے کے لیے دُرود شریف کی کثرت کا ہر طبقہ میں اِہتمام ہو۔ اَور دُرود شریف کا اِہتمام کرنے کے لیے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''فضائل دُرود شریف'' پڑھنے اَور سننے کا اِہتمام ہو۔ نبی کریم ﷺ سے تعلق بڑھانے کے لیے مدرسہ میں خاص طور سے چاہے چوبیس گھنٹے میں دس پندرہ منٹ ہوں وہ مجمع میں سنائی جائے، اِس سے اِنشاء اللہ دُرود شریف کا اُمت میں اہتمام ہوگا۔

دُرود شریف ہی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بہت جلد پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ دُرود پڑھو تو دو مرتبہ پہنچتا ہے ایک فرشتہ قبرِ اَطہر پر موجود ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ پوری دُنیا میں کہیں دُرود پڑھا جائے وہ سنتا ہے اَور پڑھنے والے کا اَور اُس کے باپ کا نام لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیتا ہے اَور پوری دُنیا میں فرشتے پھرتے رہتے ہیں اُنہیں جہاں دُرود ملتا ہے وہ لے لیتے ہیں اَور جب وہ روضۂ اَقدس پر حاضر ہوتے ہیں تو پڑھنے والے کا اُس کے باپ کا نام لے کر خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔ کیسی سعادت کی بات ہے کہ دُرود ایک مرتبہ پڑھا اَور دو دفعہ پہنچا، اِس حساب سے اگر اُمت ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو دو ہزار مرتبہ پہنچے، پانچ ہزار مرتبہ پڑھے تو دس ہزار مرتبہ پہنچے، دس ہزار مرتبہ پڑھے تو بیس ہزار مرتبہ پہنچے، کیا اچھا ہو آپ کے مدرسہ میں اِس کا اِہتمام شروع ہو کر اَوروں کے لیے ترغیب کا ذریعہ بنے۔

آپ نے نہ جانے کس کشش اَور تعلق سے خط لکھا ہے دیر آید درست آید کافی لمبا جواب ہو گیا، میں آپ سے اَور آپ کے توسط سے آپ کی شوریٰ سے دَرخواست کروں گا کہ وہ اپنی شوریٰ میں یہ فیصلہ کریں کہ آپ کے مدرسہ کے تحت مکاتب کا قیام ہو جو آپ کے مدرسہ کی شاخیں شمار ہوں۔

اِس سلسلہ میں بندہ نے ایک خط کئی سال ہوئے لکھا تھا جس کی تفصیل لکھوا چکا، خیال ہوا کہ آپ کو بھی ایک فوٹو کاپی بھیج دُوں۔ میرے ذہن میں مستقل یہ ہے کہ جیسے ہمارے اَکابر کے اَکابر نے تحریک ناکام ہونے پر واحد علاج اِسلام اَور دین کی بقاء کے لیے ''مکاتب کا قیام'' تجویز کیا تھا آج پھر مُلک اُسی موڑ پر ہے کہ ہم قرآنِ پاک کی تعلیم، حدیثِ نبوی کی تعلیم، قال اللہ وقال الرسول کا اُمت میں عام ہونا، اِسلام کا دُنیا میں باقی رہنا اگر ہے تو صرف مکاتب کے ذریعہ سے۔ مکاتب ہی کے ذریعہ سے اِسلام اُمت میں آئے گا اَور مکاتب ہی کے ذریعہ سے دعوت و تبلیغ اُمت میں عام ہوگی اَور مکاتب ہی کے ذریعہ سے خانقاہوں کو فروغ ہوگا، ترتیب اِس کی یہ ہے :

''گھر کے قریب مکتب قائم کیا جائے جس میں بچہ اَکیلا پہنچ جائے یا گھر کی بچی اَور عورت بھی قریب ہونے کی وجہ سے پہنچا سکے چونکہ آج اُمت دینی اِنحطاط ہونے کی وجہ سے اَور لاپرواہی کی وجہ سے اُمت کے پاس اسکولوں میں بچہ پہنچانے کے لیے تو وقت ہے مدرسہ کے اَندر پہنچانے کے لیے نہیں، اِس لیے گھر کے قریب مکتب ہو اُس میں بچہ کو پہنچا دیا جائے۔ اُس کے اَندر قاعدہ اَور پانچ پارے پڑھائے جائیں پھر اُس سے دُور جتنی دُور بچہ چل سکتا ہو اُس میں منتقل کر دیا جائے اَور دس پارہ بچہ دُوسرے مکتب میں پڑھے، اَور اِن دونوں مکتبوں میں بچہ کو نماز بھی یاد کرائی

جائے نماز کا عادی بھی بنایا جائے اَور جو بچہ بچپن میں نماز کا عادی ہوگا وہ بڑا ہو کر بھی چاہے کسی بھی ماحول میں رہے نماز نہیں چھوڑے گا۔ اَور وہ مکاتب مدرسہ کے ماتحت چلائے جائیں تاکہ مدرسہ کا چندہ بھی اِن پر خرچ کیا جاسکے اَور اِس کی مد میں مستقل چندہ لے کر اِن مکاتب کو ترقی بھی دی جاسکے۔

اَور آخری پندرہ پارے بچہ اُس مدرسہ میں پڑھے جس مدرسہ کی یہ شاخیں ہیں، اِس سے اُس مدرسہ کی کارگردگی بھی اچھی ہوگی مدرسہ کا تعاون بھی ہوگا۔ اَور ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مدرسوں میں بڑے بچوں کے چھوٹے بچوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے جو نقصانات ہوتے ہیں اُس سے مدرسہ محفوظ رہے گا، اِنشاء اللہ۔

اِرادہ تو اِتنا طویل خط لکھنے کا نہیں تھا مگر طویل ہوتا چلا گیا، اُمید ہے کہ آپ اِس خط اَور اِس سے پہلے خط جس کی فوٹو کاپی اِرسال ہے اِس کی روشنی میں اپنی شوریٰ میں قیامِ مکاتب کی تجویز پاس کرا کر مکاتب کے قیام کی طرف خاص طور سے غریب علاقوں میں توجہ فرمائیں گے۔ فوٹو کاپی میں ''چٹکی فنڈ'' کی بھی تفصیل لکھی ہے اُس کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدرسہ کو بھی ترقیات سے مالا مال فرمائے اَور آپ کے مدرسہ کے ماتحت جہاں جہاں مکاتب قائم ہوں اُن کو بھی ترقیات سے مالا مال فرمائے، آپ کو آپ کی شوریٰ کو آپ کے عملہ کو اِخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

فقط

والسلام

محمد طلحہ کاندھلوی

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمان ومحترمان بہی خواہان مدارسِ عربیہ ومکاتب دینیہ

اَلسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ

اللہ پاک کا شکر ہے بندہ بعافیت ہے، اُمید ہے کہ آپ حضرات بھی بعافیت ہوں گے۔ عرصہ سے طبیعت پر یہ تقاضا ہے کہ ہمارا مسلم بچہ اسکولوں میں خصوصًا غیروں کے اسکولوں میں جا کر واہی تباہی میں پڑھ کر دین سے دُور اَور ضائع ہو رہا ہے، مقتدایانِ اُمت کو خصوصًا عام علماء کو عمومًا اِس کی طرف خاص توجہ اَور فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ بندے کے اِس سلسلے میں مکاتیب پہلے بھی شائع ہو چکے جن کو مختلف رسائل نے بھی شائع کیا اَور اللہ کے کرم سے اِس سے ترغیب پا کر بہت سی جگہ پر مکاتب قائم کرنے کی طرف توجہ ہوئی اَور اللہ کا کرم ہے کہ بہت سی جگہ یہ سلسلہ شروع ہوا۔

مکتب میں بچے کی بسم اللہ شروع کرنے کے متعلق ایک قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میرا بھانجا عزیز جعفر اُستاذ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور بیان کرتا تھا اُس کو بندے نے بھی مختلف جگہ بیان کیا، بندے کو بھی یہ خیال بار بار آیا اَور بعض تعلق والوں نے بھی اِس کی طرف متوجہ کیا کہ اگر بندے کے دونوں مکاتیب کے ساتھ اِس کو بھی شائع کیا جائے تو اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ مکاتب کے قیام کی ترغیب میں مفید ثابت ہوگا تو اللہ کا نام لے کر آج مسجد نبوی علی صاحبہا الف الف تحیة وسلام میں بیٹھ کر اِس کو لکھوا رہا ہوں تاکہ یہاں کی برکات بھی اِس میں شامل ہوں۔

یہ قصہ قاری شریف صاحبؒ (کراچی) کی کتاب ''راہِ نجات'' میں طبع ہوا جو پہلے پڑوسی ملک میں طبع ہوئی اَور اِس کے بعد مکتبہ مدنیہ متصل سفید مسجد دیوبند نے ہندوستان میں طبع کیا۔ اِس میں سے اُس قصے کو نقل کراتا ہوں :

بچے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھانے کی برکت سے باپ کی مغفرت

محترم مولانا نعیم الدین صاحب فاضل جامعہ مدنیہ لاہور اپنی تصنیف ''جواہر پارے'' میں لکھتے ہیں :

''حضرت اِمام رازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۰۶ھ) رقم طراز ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ایک قبر سے گزرا ہوا، آپ نے (بطورِ کشف) دیکھا کہ عذابِ قبر کے فرشتے میت کو عذاب دے رہے ہیں، آپ آگے چلے گئے، اَپنے کام سے فارغ ہوکر جب دوبارہ یہاں سے گزرے تو اُس قبر پر رحمت کے فرشتے دیکھے جن کے ساتھ نور کے طبق ہیں، آپ کو اِس پر تعجب ہوا، آپ نے نماز پڑھی اَور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے عیسٰی (علیہ السلام) یہ بندہ گناہگار تھا اَور جب سے مرا تھا عذاب میں گرفتار تھا مرتے وقت اُس نے بیوی چھوڑی تھی جو حاملہ تھی اُس سے ایک فرزند (لڑکا) پیدا ہوا، اُس کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بڑا ہوا اِس کے بعد اُس عورت نے اُس فرزند کو مکتب پڑھنے بھیجا اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی، پس مجھے اَپنے بندے سے حیاء آئی کہ میں اِسے آگ کا عذاب دُوں زمین کے اَندر اَور اِس کا فرزند میرا نام لیتا ہے زمین کے اُوپر۔'' (تفسیرِ کبیر بحوالہ کتاب راہِ نجات حصہ ۳ ص ۱۴۰)

اِس قصہ کو پڑھ کر اُمید ہے کہ آپ حضرات کو مکاتب قائم کرنے کی ترغیب ہوگی، میں آپ حضرات سے دَرخواست کرتا ہوں کہ جگہ جگہ مکاتب قائم کر کے اپنے پھول سے بچوں کو اسکولوں اَور لغو کھیلوں اَور ٹیلی ویژن، وی سی آر اَور اِنٹرنیٹ سے بچائیں۔ ٹیلی ویژن مردوں کے لیے بھی مضر، عورتوں کے لیے بھی مضر، بچوں کے لیے بھی مضر، رُوحانی اِعتبار سے بھی مضر، چاہے جس مفتی یا عالم سے معلوم

کرلیں اَور جسمانی اِعتبار سے بھی مضر چاہے جس حکیم اَور ڈاکٹر سے معلوم کرلیں۔ اَور اَپنے بچوں کو واہی تباہی اَور ضائع ہونے سے بچائیں۔

اَلحمد للہ یہ سلسلہ ہندوستان میں کچھ نا کچھ چل رہا ہے لیکن اِس کے باوجود مزید اِہتمام کی ضرورت ہے۔ یہ سلسلہ حضرت مولانا اَسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم کی سرپرستی میں جمعیۃ علماءِ ہند بھی چلا رہی ہے۔ اَور حضرت مولانا اَبرار الحق صاحب مدظلہٗ کے ذریعہ سے بھی چل رہا ہے۔ بندہ کی تمام مدارس سے دَرخواست ہے کہ اِس سلسلہ کو مکتوب نمبرا کی ترتیب پر شروع کرکے مکاتب قائم کرائیں۔

میں صاحبِ خیر حضرات سے دَرخواست کرتا ہوں کہ مدارس کی اِمداد کے ساتھ مکاتب کے قیام کی مد میں مزید اِعانت فرما کر مکاتب کے قیام کے نظام کو وسعت دے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے صرف اِعانت پر اِکتفا نہ کریں بلکہ اَپنی اَولاد کو بھی قرآنِ پاک کی تعلیم کی طرف متوجہ فرمائیں اَور قرآن پڑھوائیں بڑے لوگوں میں سے جنہوں نے اَب تک قرآنِ پاک نہیں پڑھا وہ بھی قرآن پڑھنے کی نیت کریں، پہلے نیت کا ثواب ملے گا جب شروع کرلیں گے تو شروع کرنے کا ثواب ملے گا۔ قرآنِ پاک پورا ہوگیا تو بڑی دَولت حاصل ہوگئی اَور خدانخواستہ قرآنِ پاک پورا ہونے سے پہلے اِنتقال ہوگیا تو اِنشاء اللہ مرنے کے بعد پڑھے ہوؤں میں اُٹھائے جاؤگے۔

محمد طلحہ کاندھلوی

نزیل حال مدینہ منورہ

۹ر محرم ۱۴۲۴ھ

تنزل و اِنحطاط اَور اِدبار کی نشانی

﴿ حضرت مولانا محمد اَبوبکر صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ ﴾

میں نے بارہا لکھا ہے کہ عرب حکمران خواہ اَمارات کے ہوں یا سعودیہ کے یا کسی اَور ملک کے، اُن کی زندگی عیاشی میں گزر رہی ہے اَور کسی ایک حکمران کو اِسلام اَور مسلمانوں کے بارے میں کوئی فکر نہیں ہے، مسلمان آج کیسی ذلت وخواری کی زندگی گزار رہا ہے، اِسلام کے خلاف کیسی کیسی خطرناک سازشیں کی جارہی ہے، اِسلام کی مقدس کتاب کے خلاف یہودیوں اَور عیسائی حکومتوں میں کس قسم کی متعصّبانہ حرکتیں کی جارہی ہیں، نبی اَکرم ﷺ کے بارے میں دُنیا میں کتنا غلط اَور گندہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے، بے غیرت اَور بے حیا اَپنی عیاشی کی زندگی میں مست حکمرانوں کا اِن باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا، نہ اِن باتوں سے اُن کے دِل پر چوٹ لگتی ہے۔

اَمریکہ نے اِن کو اَپنا غلام بنا کر اِن کی غیرت وحمیت کو ختم کردیا ہے۔ اِن کی زبان اِسلام اَور مسلمانوں کے خلاف بڑے بڑے اِقدام پر بھی بند رہتی ہے، اِن کی زمین کو اللہ نے جن دولتوں سے مالا مال کیا ہے، اِن کو اِس کی بھی فکر نہیں ہوتی، وہ دولت اَمریکہ کس کس حیلے اَور بہانے سے لوٹ رہا ہے اَور اِن کو کنگال بنارہا ہے، آج مجھے اِن حکمرانوں کی عیاشیانہ زندگی کے کچھ نمونے دِکھلانے ہیں تاکہ مسلم قوم اِس سے غیرت حاصل کرے۔

تو سنیے کہ اِن حکام کی زندگیوں پر تحقیق کرنے والے اِداروں کے مطابق اُن محلات میں سے بعض حکام کا صرف ایک دِن کا خرچہ تیس لاکھ ڈالر تک پہنچتا ہے، یہ خطیر رقم اُن کے اُن روزمرہ مصارف پر خرچ ہوتی ہے جو اَمریکہ اَور مختلف یورپی ممالک اَور مشرقی ساحلوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔

نیز اِسی رقم سے اُن محلات میں ہونے والے لہوولعب، آوارگیوں، بدکاریوں اَور جوئے بازیوں کے اَخراجات بھی پورے کیے جاتے ہیں، اِسی ایک مثال پر آپ ملت اِسلامیہ کے دیگر حکام کو بھی قیاس

کر سکتے ہیں۔

ذرائع اَبلاغ پر نشر ہونے والی ایسی ہی ایک دِل سوز خبر ایک عرب شہزادے فیصل بن فہد کی تھی جس نے جوئے کی ایک میز پر دس کھرب ڈالر ہارے اَور پھر اِسی صدمے کی وجہ سے اُس کی حرکتِ قلب بند ہوگئی اَور وہ مرگیا۔

دُبئی، متحدہ عرب اَمارات کی ذیلی ریاستوں میں سے ایک اہم ریاست ہے، اِس ریاست کے اِقتصادی معاملات کو یہاں کا حاکم ''مکتوم خاندان'' اَپنے ذاتی کاروبار کے طور پر چلاتا ہے، حالانکہ یہ اِسلام اَور اہلِ اِسلام کی سرزمین ہے جس کے شرعی طور پر یہ حکمران محض مفادِ اِسلامیہ کے تحفظ اَور نفاذِ اِسلام کے لیے نگران سے زیادہ کچھ نہیں، جبکہ اِس کے برعکس ''دُبئی کارپوریشن لمیٹڈ'' (Dubai Lush) کام کرتا ہے، یہاں کا سربراہ محمد بن راشد مکتوم دُبئی کو سرمایہ کاروں اَور سیاحوں کی جنت بنانے اَور اَپنی دولت بڑھانے کی خواہش میں کروڑوں اَربوں کی لاگت سے نت نئے تعمیراتی منصوبے شروع کرتا رہتا ہے۔

دُبئی میں ''محمد بن راشد مکتوم'' کی خاص فرمائش پر تعمیر کردہ مشہور ''برج العرب'' (Burg-ul-arab) ہوٹل پایا جاتا ہے جو دُنیا کا واحد ''سیون سٹار'' ہوٹل ہے اِس ہوٹل کی تعمیر سے قبل ساحل سے ہٹ کر پانی میں ایک چھوٹا سا مصنوعی جزیرہ بنایا گیا اَور اُس جزیرے پر ہوٹل کی عمارت کھڑی کی گئی، اِس ہوٹل میں کوئی کمرہ کرایہ پر لینا ممکن نہیں، یہاں اَکیلے کمرے کا تصور ہی نہیں ہے، اِس میں دو منزلہ رہائش گاہیں ہی دَستیاب ہیں جن میں ہر قسم کی عیاشی کا سامان میسر ہے، اُن میں سستی ترین رہائش گاہ کا کرایہ بھی آج سے دو سال قبل 5,4 ہزار ڈالر یومیہ سے شروع ہوتا تھا جبکہ خصوصی رہائش گاہوں کا کرایہ 13 ہزار ڈالر یومیہ تھا، اِس ہوٹل میں آنے والوں کی خدمت کے لیے سربراہ دُبئی کی خاص فرمائش پر 16 رولز رائس گاڑیاں (Rolls-Royce Motor Cars) کمپنی سے خصوصی طور پر تیار کروائی گئیں جن کا رنگ باہر سے سفید ہے اَور گاڑیوں کے اَندر ہر شے نیلے رنگ کی ہے، یاد رہے کہ یہ ہوٹل مکتوم خاندان کی ذاتی ملکیت ہے۔

پھر سربراہِ دُبئ کو نیا شوق سوجھا، اُس نے دُبئ میں دُنیا کی سب سے اُونچی عمارت بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ چند سال قبل ''برج دُبئ'' پر کام شروع کیا گیا جو 160 منزلوں پر مشتمل 700 میٹر بلند عمارت ہے اَور اِس کی تعمیر پر دوسو کھرب ڈالر سے زائد لاگت آئی ہے، نیز اِس کی خاص بات یہ ہے کہ اِس کی تعمیر اِس اَنداز سے کی گئی ہے کہ ضرورت پڑنے پر اِس میں مزید منزلوں کا اِضافہ کیا جا سکے تا کہ اگر دُوسرا ملک اِس سے اُونچی عمارت بنالے تو پھر بھی اُسے پیچھے چھوڑنا ممکن ہو، ذرائع اَبلاغ کے مطابق دُوسرے عرب حکمرانوں سے یہ برداشت نہیں ہوا کہ دُبئ کو آگے نکلتا دیکھیں، چنانچہ وہ برج دُبئ سے بھی اُونچی عمارت بنانے کا منصوبہ رکھتے ہیں۔

دُبئ کے سربراہ کا ایک اَور ذاتی منصوبہ ''دُبئ شاپنگ مال'' ہے، 12 ملین مربع فٹ پر محیط ایک بازار اَور تجارتی مرکز جس نے دُبئ میں پہلے سے موجود 30 سے زائد وسیع و عریض بازاروں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، اِسی طرح سیاحوں کی تفریح کے اِنتظام کے لیے دُنیا کی سب بڑی برف کی مصنوعی پہاڑی بنانے کا منصوبہ بھی شروع ہو چکا ہے جس کا درجہ حرارت ہر وقت منفی دو دَرجہ سینٹی گریڈ سے کم رہے گا چاہے باہر کی دُنیا میں ساٹھ درجہ سینٹی گرید گرمی ہو، اِن ہی دیو ہیکل تعمیراتی منصوبوں کے سبب دُبئ جیسے چھوٹے جزیرے میں دُنیا بھر کی تعمیراتی مشینوں کا پانچواں حصہ مصروفِ عمل ہے۔

پھر سیاحوں کو دُبئ کی طرف کھینچنے کی خاطر دُبئ میں گھڑ دوڑ کے عالمی مقابلے (World Cup) کا اِنعقاد کیا گیا ہے، یہ مقابلے جیتنے والے کو ساٹھ لاکھ ڈالر اِنعام دیا گیا اَور یہ جیتنے والا بھی محمد بن راشد المکتوم کا سگا بھائی نکلا، دُبئ کے سربراہ کا گھوڑے پالنے کا شوق تو ویسے بھی معروف ہے اِس کے پاس 200 ذاتی گھوڑے ہیں اَور اِس مقابلے کے اِنعقاد سے قبل اُس نے اَمریکہ سے چار کھرب ڈالر کے ستائیس اعلیٰ نسل کے گھوڑے خریدے۔

متحدہ عرب اَمارات کی معروف ہوائی جہاز کمپنی ''یو اے ای ائیر لائنز'' بھی مکتوم خاندان کی ذاتی ملکیت ہے، یہ کمپنی حاکم دُبئ کے چچا اَحمد بن سعید المکتوم کی زیرِ سرپرستی چلتی ہے، چند سال قبل سیاحت کو مزید فروغ دینے اَور دُبئ آمد و رفت آسان بنانے کی نیت سے اِس کمپنی نے بوئنگ طیارہ ساز کمپنی

کو 9.7 کھرب ڈالر کی اَدائیگی کر کے 42 عدد بوئنگ 777 مسافر طیارے خریدے۔

نیز اِس خرید کے ساتھ ہی 45 عدد ائیر بس، 380 طیارے خریدنے کا معاہدہ بھی کر لیا گیا جن کی لاگت 12 کھرب ڈالر سے زائد بنتی ہے، پھر اِتنے جہازوں کو سنبھالنے اَور اہلِ دُنیا پر اَپنی برتری جتانے کے لیے دُبئی میں دُنیا کے سب سے بڑے ہوائی اَڈے کی تعمیر بھی شروع کر دی گئی جس میں ایک اَرب چار کروڑ پچاس لاکھ مسافر سالانہ سنبھالنے کی گنجائش رکھی گئی، حالانکہ دُنیا کا بڑے سے بڑا ہوائی اَڈا بھی ایک اَرب مسافر سالانہ سے زائد بوجھ اُٹھانے کا تصور نہیں کر سکتا۔

دُوسری طرف سر براہِ دُبئی کے بھتیجے ۳۹ سالہ مکتوم ہاشم المکتوم نے اَپنے پسندیدہ مشغلے یعنی گاڑیوں کی دَوڑ میں شریک ہونے کو ایک کاروبار کی شکل دینے کا فیصلہ کیا، اُس نے دُبئی میں دُنیا کا پہلا ''گاڑیوں کی دَوڑ کا ورلڈ کپ'' (Grand Prix Motor Sport Series) منعقد کروایا جس میں دُنیا کے ۲۵ ممالک کے ۲۵ ڈرائیور شریک ہوئے، اِس مقابلے کے اِنعقاد پر اُمت کے اَموال میں چار کھرب ڈالر کی لاگت آئی، مکتوم ہاشم نے محض اَپنی ذاتی گاڑیوں کو کھڑا کرنے کے لیے دُنیا کی مہنگی زمین پر ایک عالیشان گھر تعمیر کروایا جو دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

متحدہ عرب اَمارات ہی کی ایک اَور ریاست اَبوظہبی کے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے حماد بن النہیان کے پاس بھی مسلمانوں کی وافر دولت اَور اَنوکھے شوق ہیں، اِس کے خاندان کی کل دولت 20 کھرب ڈالر کے قریب پہنچتی ہے۔ یہ شخص عوام میں (Rainbow) (رنگین شیخ) کے طور پر مانا جاتا ہے کیونکہ اِس نے 1984ء میں اَپنی شادی کے موقع پر خصوصی فرمائش سے ہفتے کے سات دنوں کے لیے سات مختلف رنگوں کی گاڑیاں بنوائیں، گاڑیوں کے شوق میں یہ بھی کسی سے پیچھے نہیں، اِس نے دو سو کے قریب نادر و نایاب، قدیم و جدید گاڑیاں اکٹھی کر رکھی ہیں اَور اُنہیں کھڑا کرنے کے لیے اَبوظہبی کے صحرا میں اہرامِ مصر کے طرز پر دُنیا کا مہنگا ترین گیراج بنایا ہے لیکن اِس کی پسندیدہ ترین گاڑی مشہور اَمریکی فوجی گاڑی ''ہیومر'' (Hummer) کا ''Alka'' ماڈل ہے جو کل تین سو بنائی گئی تھیں اَور اُن میں سے صرف دو اَمریکہ سے باہر نکلی ہیں جن میں سے ایک اِس کے اِستعمال میں ہے،

اِس گاڑی کو اَبوظہبی کا یہ شیخ صحرا کی سیر کے لیے اِستعمال کرتا ہے اَور اِس کی قیمت ڈیڑھ لاکھ ڈالر سے زائد ہے۔

حماد کو ایک اَنوکھا شوق اَور بھی ہے، گاڑیوں کو کشتیوں میں تبدیل کرنا، اُس کی پسندیدہ کشتی کے بیچوں بیچ ایک گاڑی نصب کی گئی ہے، بظاہر اِنسان گاڑی کی سیٹ پر بیٹھ کر بعینہٖ گاڑی ہی چلا رہا ہوتا ہے لیکن سمندر میں کشتی چل رہی ہوتی ہے اِس گاڑی نما کشتی میں سوار ہو کر حماد اَپنے ذاتی جزیرے تک جاتا ہے جہاں اُس کا عظیم الشان محل ہے اَور دو سو خدام ہر وقت اُس کی خدمت میں موجود ہوتے ہیں۔

پھر اَگر حماد کا دِل چاہے کہ وہ اَپنے اہل و عیال سمیت صحرا کی سیر کو نکلے تو اُس کے لیے بھی علیحدہ اِنتظام کر لیا گیا ہے، حماد نے ایک بڑے ٹرک میں دو منزلہ متحرک گھر بنوایا ہے جس میں دو تین خواب گاہیں، مطبخ، بیت الخلاء، صحن اَور ہیلی کاپٹر کے اُترنے کی جگہ بھی موجود ہے۔

حماد نے ایک اَور اِہتمام کرنے کا فیصلہ کیا، اُس نے کرۂ اَرض کی طرز پر ایک گول ۵۰ ٹن وزنی گیند نما گھر بنوایا ہے جسے ساٹھ لاکھ ڈالر مالیت کا حامل ٹرک کھینچتا ہے، اِس گیند نما گھر کے نیچے جو پہیے لگوائے گئے ہیں، اُن میں سے ہر ایک کی قیمت سترہ ہزار ڈالر ہے، اِس گیند کے اَندر موجود چار منزلہ گھر میں نو عدد خواب گاہیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک بیت الخلاء اَور حمام ہے جبکہ مہمانوں کا کمرہ اِن کے علاوہ ہے، اِس گیند میں ۲۴ ٹن پانی اُٹھانے کی ٹنکی بھی موجود ہے، یہ متحرک گھر دُنیا میں اَپنی طرز کا واحد عجوبہ ہے۔

ایک طرف مسلمانوں کے حکام اَور اُن کے چیلوں کا یہ حال ہے اَور دُوسری طرف تحقیقی اِداروں کی رپورٹ کے مطابق اَکثر اِسلامی ممالک کے مسلمان خطِ غربت سے بھی نیچے کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔

وفیات

۲۹؍دسمبر کو جناب قاری عبدالقیوم صاحب کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔

۱۷؍جنوری کو محترم جناب سلیم الحق صاحب صدیقی کراچی میں اِنتقال فرما گئے۔مرحوم بہت خلیق اَور زِندہ دل اِنسان تھے آپ رشتہ میں بڑے حضرتؒ کے ماموں ہوتے ہیں۔حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ دارُالعلوم دیوبند کے تاحیات صدر مدرس رہے آپ کے بڑے بھائی تھے۔

۳۰؍دسمبر کو صوبہ خیبر پختونخواہ کے حضرت مولانا محمد اَمیر صاحب (عرف مولانا بجلی گھر) طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

۲۰؍جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے خادم مولانا اِنعام اللہ خان صاحب کے چچا حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے ٹانک میں وفات پا گئے۔

۲۲؍جنوری کو تنظیم القراء والحفاظ کراچی کے سابق صدر جناب حافظ سراج اَحمد صاحب پراچہ طویل علالت کے بعد اِنتقال فرما گئے۔

۲۵؍جنوری کو اَیبٹ آباد کے مولانا محمد زبیر صاحب کے خسر اَور خوشدامن صاحبہ کامرہ کے قریب کار کے حادثہ میں وفات پا گئے جبکہ کار میں بیٹھے باقی اہلِ خانہ شدید زخمی ہیں۔اللہ تعالیٰ زخمیوں کو جلد شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔اِس ناگہانی حادثہ پر اہلِ اِدارہ متاثرہ خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

۲۴؍جنوری کو القمر سکول سسٹم لاہور کے پرنسپل حافظ محمد عثمان صاحب کی والدہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے،آمین۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ کے پہلے عشرہ میں جامعہ مدنیہ جدید میں ششماہی اِمتحانات منعقد ہوئے۔

۱۷ر جنوری کو قائدِ جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم العالی اَور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری مع اَپنے رُفقاء کے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات فرمائی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور